قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 3 جون 2022ء | 03 ذوالقعدہ 1443 ہجری قمری | 03 احسان 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:108

ارشاد باری تعالیٰ

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ۬ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَیۡءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ ﴿۹۳﴾

(آل عمران: 93)

ترجمہ: تم کامل نیکی ہرگز نہیں پا سکتے جب تک کہ اپنی پسندیدہ اشیاء میں سے خدا کے لئے خرچ نہ کرو۔ اور جو کوئی بھی چیز تم خرچ کرو، اللہ اسے یقیناً خوب جانتا ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

جب آیت لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ (آل عمران:93) نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہ انصاریؓ جو مدینہ کے انصار میں سے سب سے زیادہ مالدار تھے، ان کے کھجوروں کے باغات تھے جن میں سب سے عمدہ باغ ''بیر حاء'' نامی تھا جو حضرت طلحہؓ کو بہت پسند تھا اور مسجد نبوی کے بالکل سامنے اور قریب تھا۔ آیت نازل ہونے کے بعد حضرت ابوطلحہ انصاریؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یہ باغ مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔ مَیں اسے اللہ کی راہ میں دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری اس نیکی کو قبول کرے گا اور میرے آخرت کے ذخیرے میں شامل کرے گا۔

(صحیح بخاری، کتاب الاشربۃ باب استعذاب الماء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

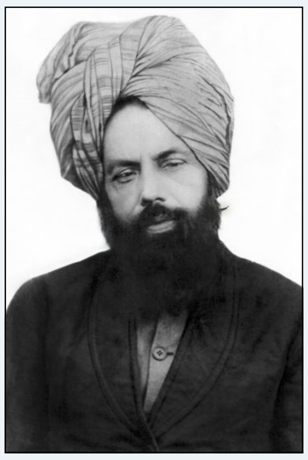

''مال کے ساتھ محبت نہیں چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ کہ تم ہرگز نیکی کو نہیں پا سکتے جب تک کہ تم اُن چیزوں میں سے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو جن سے تم پیار کرتے ہو۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے ساتھ آجکل کے حالات کا مقابلہ کیا جاوے تو اِس زمانہ کی حالت پر افسوس آتا ہے۔ کیونکہ جان سے پیاری کوئی شے نہیں۔ اور اُس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان ہی دینی پڑتی تھی۔ تمہاری طرح وہ بھی بیوی اور بچے رکھتے تھے۔ جان سب کو پیاری لگتی ہے۔ مگر وہ ہمیشہ اس بات پر حریص رہتے تھے کہ موقع ملے تو اللہ کی راہ میں جان قربان کر دیں''

(کلمۂ طیبہ صفحہ نمبر 14 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ آل عمران آیت نمبر 93، صفحہ نمبر 177-178)

''پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبّت کرے۔ اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبّت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو مَیں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصّہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا۔ لیکن جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجالانی چاہیئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔ یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوشش سے آتا ہے بلکہ خدا تعالےٰ کی طرف سے آتا ہے۔ اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصّہ مال کا دے کر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجالا کر خدا تعالیٰ اور اُس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو، بلکہ یہ اس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لئے بُلاتا ہے۔۔۔ تم یقیناً سمجھو کہ یہ کام آسمان سے ہے اور تمہاری خدمت صرف تمہاری بھلائی کے لئے ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 497- 498 ایڈیشن 1989ء)

فرمان خلیفہ وقت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ نے اپنے اندر جو تبدیلیاں پیدا کیں اور قربانی کے اعلیٰ نمونے قائم کئے اُن تبدیلیوں کو ہم نے اس زمانے میں جاری رکھنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ہماری بچت اسی میں ہے کہ ہم اس کی راہ میں اپنا بہترین مال پیش کریں، اس کی رضا حاصل کریں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَنۡفِقُوۡا خَیۡرًا لِّاَنۡفُسِکُمۡ اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرو۔ یہ تمہاری جانوں کے لئے بہتر ہوگا۔ یعنی تمہارے اپنے لئے بھی یہ بہتر ہے کیونکہ تم جو مال خرچ کرو گے اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ تمہارے سے راضی ہوگا، تمہیں مزید نیکیوں کی توفیق ملے گی۔ بلکہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے بعد تم اپنے یا اپنے گھر پر یا اپنی اولاد پر جو خرچ کرو گے اس میں بھی برکت پڑے گی۔ تمہارے تھوڑے مال میں بھی خدا تعالیٰ اتنی برکت رکھ دے گا جو تم پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا اظہار کر رہی ہو گی۔ تمہارے بچوں میں اور ان کی تربیت میں بھی اللہ تعالیٰ برکت ڈالے گا۔ غرض کہ یہ ایسی چیز ہے جس کے بارے میں تم سوچ بھی نہیں سکتے کیونکہ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ جیسا کہ فرمایا مَنۡ یُّوۡقَ شُحَّ نَفۡسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ (الحشر:10) اور جو لوگ اپنے دل کے بخل سے بچائے جاتے ہیں وہ کامیاب ہوتے ہیں۔ پس اگر فلاح پانی ہے، کامیابی حاصل کرنی ہے، اگر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے، اگر اپنے مالوں اور اولادوں میں برکت ڈالنی ہے تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے میں کبھی کنجوسی اور بخل سے کام نہ لو۔ آج اس بخل سے بچنے کی احمدی کو سب سے زیادہ کوشش کرنی چاہئے کیونکہ اس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کے بعد مالی قربانی کا زیادہ فہم اور ادراک حاصل ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ مالی قربانی کرنے والوں کو کس طرح کامیاب فرماتا ہے؟ فرمایا کہ اِنۡ تُقۡرِضُوا اللّٰہَ قَرۡضًا حَسَنًا یُّضٰعِفۡہُ لَکُمۡ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ شَکُوۡرٌ حَلِیۡمٌ (التّغابن:18) اگر اللہ کو قرضہ حسنہ دو گے تو وہ اُس کو تمہارے لئے بڑھا دے گا اور تمہارے لئے بخشش کے سامان پیدا کرے گا اور اللہ بہت قدردان اور ہر بات کو سمجھنے والا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23 ستمبر 2005ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- دشتِ جنوں میں عقل کا سیلاب آ گیا (منظوم)
- ربط ہے جان محمدؐ سے مری جاں کو مدام
- اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں خلافت خامسہ کا عظیم الشان کردار
- ''بنیادی مسائل کے جوابات''
- چوہدری نصیر احمد مرحوم کی یاد میں
- جلسہ سالانہ ہالینڈ 2022ء

دربارِ خلافت

اہلِ لغت کے نزدیک صبر کے معنی ہیں ’’وقار کے ساتھ، بغیر شور مچائے تکالیف کو برداشت کرنا، کسی قسم کا حرفِ شکایت منہ پر نہ لانا‘‘

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر اگر آپؐ کے ماننے والوں نے قوم کے ظلموں سے تنگ آ کر آپؐ کو ایک خاص قوم کے لئے بددعا کے لئے درخواست کی تو آپ نے اُن کی اس درخواست پر یہ نہیں کہا کہ اب میں بددعا کرتا ہوں بلکہ اُس قوم کی ہدایت کے لئے دعا کی۔ (ماخوذ از صحیح بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام۔ حدیث نمبر 3612)

اور یوں اپنے ماننے والوں کو بھی اپنے نمونے سے، اپنے عمل سے، اپنی دعا سے صبر کی تلقین فرما دی کہ صحیح بدلہ بددعاؤں سے نہیں ہے، صحیح بدلہ ہدایت کی دعاؤں سے ہے۔ صحیح بدلہ صبر کے اعلیٰ نمونے دکھانے سے ہے۔ پھر عاجزی اور انکساری کی مثال ہے تو ہر موقع پر ہر جگہ، آپ کی ذات میں یہ ہمیں نظر آتی ہے۔ اس کی ایک مثال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباس میں میں نے دی ہے۔ پس ایک کامل نمونہ خدا تعالیٰ کے قرب کو حاصل کرنے کا ہمیں ملا جس کو اپنانے کا خدا تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا۔ اور مختلف احکامات بھی دیئے کہ ان کو بجالاؤ تو میرا قرب حاصل کرو گے۔ لیکن ان احکامات کے ساتھ، اس نمونے کے ساتھ اس ایک اصول کی بھی نشاندہی فرما دی کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قرب اور اس اُسوہ پر چلنا اُس وقت حاصل ہوتا ہے جب عاجزی اور انکساری اختیار کرو گے۔ یہ مقام اُن کو ملتا ہے جو عاجزی اور انکساری اختیار کرنے والے ہیں۔ اُس شخص کے اُسوہ پر چلنے سے ملتا ہے جس نے اپنے رعب سے متاثر ہوئے ہوئے ایک کمزور آدمی کو کہا تھا کہ گھبراؤ نہیں، میں بھی تمہاری طرح کا انسان ہوں۔ ایک عورت کا ہی دودھ پیا ہے اور وہ ایسی عورت جو عام کھانا کھایا کرتی تھی۔ عام لوگوں کی طرح زندگی گزارتی تھی۔

(ماخوذ از سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمۃ باب القدید حدیث 3312)

پس آپؐ کے ماننے والوں کو بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم بھی عاجز انسان بنو تا کہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔

یہ آیات جو مَیں نے تلاوت کی ہیں ان میں عاجزی اختیار کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں۔ فرمایا: خدا تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں ہوسکتا اگر اپنے آپ کو لاشئ محض سمجھتے ہوئے عاجزی کے انتہائی معیاروں کو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرو گے۔ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستوں پر نہیں چلا جا سکتا اور اُس کے احکامات پر عمل نہیں ہوسکتا اگر عاجزی سے اُس کے فضل کے حاصل کرنے کی کوشش نہ کرو۔ اس لئے فرمایا کہ عاجز ہو کر اُس کی مدد، اُس کے فضل کے حصول کے لئے مانگو۔ اللہ تعالیٰ مختلف قوموں کے ذکر میں بھی جو مثالیں بیان فرماتا ہے، بعض دفعہ براہِ راست حکم دیتا ہے، بعض دفعہ قوموں کا ذکر کرتا ہے، لوگوں کے پرانی قوموں کے حالات بیان کرتا ہے۔ بعض لوگوں کے حالات بیان کرتا ہے کہ وہ ایسے ہیں، اگر ایسے نہ ہوں تو اُن کی اصلاح ہو جائے۔ اُس میں مومنین کے لئے بھی سبق ہے کہ براہِ راست صرف تمہیں جو حکم دیا ہے، وہی تمہارے لئے نصیحت نہیں ہے بلکہ ہر ایک ذکر جو قرآنِ کریم میں آتا ہے وہ تمہارے لئے نصیحت ہے۔

پس یہاں بھی فرماتا ہے کہ عاجزی اختیار کرو اور اُس کے فضل کے حاصل کرنے کے لئے کوشش کرو۔ فرمایا کہ اُس کے فضل کے حصول کے لئے عاجز ہو کر اُس کی مدد مانگو۔ جب تک ’’وَاسۡتَعِیۡنُوۡا‘‘ کی روح کو نہیں سمجھو گے، نیکیوں کے راستے متعین نہیں ہو سکتے اور ’’وَاسۡتَعِیۡنُوۡا‘‘ کی روح اُس وقت پیدا ہو گی جب خشوع پیدا ہو گا، جب عاجزی پیدا ہو گی، جب صرف اور صرف یہ احساس ہو گا کہ میری کوئی خوبی مجھے کسی انعام کا حق دار نہیں بنا سکتی۔ صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو اگر مجھ پر ہوا تو میری دنیا و عاقبت سنور سکتی ہے۔ پس خدا تعالیٰ سے یہ مدد نہایت عاجز ہو کر مانگنی ہے کہ اے خدا! تو اپنی رحمت و فضل سے ہماری مدد کو آ اور وہ طریق ہمیں سکھا جس سے تو راضی ہو جائے۔ عبادتوں کے بھی اور صبر کے بھی وہ طریق ہمیں سکھا جو تجھے پسند ہیں۔ پھر فرمایا کہ ان فضلوں کے حصول کے لئے تم مجھ سے مدد مانگ رہے ہو تو پھر عاجزی دکھاتے ہوئے صبر کے معیار بھی بلند کرو۔

اہلِ لغت کے نزدیک صبر کے معنی ہیں ’’وقار کے ساتھ، بغیر شور مچائے تکالیف کو برداشت کرنا، کسی قسم کا حرفِ شکایت منہ پر نہ لانا‘‘ بلکہ بعض کے نزدیک تو ’’تکالیف اور مشکلات کی حالت اور آرام و آسائش کی حالت میں کوئی فرق ہی نہ رکھنا۔ ہر حالت میں راضی برضا رہنا‘‘۔ (مفردات امام راغب ’’حرف الصاد‘‘ زیر مادہ ’’صبر‘‘)۔ راضی ہیں ہم اُسی میں جس میں تیری رضا ہے، یعنی مکمل قناعت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی ہونا۔ ہر حالت میں اپنی وفا اور مضبوطی ایمان کو خدا تعالیٰ کے لئے قائم رکھنا۔ صرف اور صرف خدا تعالیٰ سے جڑے رہنا اور اُس پر بھروسہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی تعلیم پر مضبوطی سے قائم رہنا۔

(خطبہ جمعہ 7/ جون 2013ء)

دشتِ جنوں میں عقل کا سیلاب آ گیا

(کلام محترم چوہدری محمد علی مضطر)

گھر کے کواڑ زیرِ زباں بولنے لگے
مالک چلے گئے تو مکاں بولنے لگے

دشمن اگر ہماری زباں بولنے لگے
بجھ جائے آگ اور دھواں بولنے لگے

سورج چلا گیا تو اُتر آئی چاندنی
پلکوں پہ روشنی کے نشاں بولنے لگے

وہ سنگدل بھی کوئے ندامت میں جا بسا
پتھر بھی پانیوں کی زَباں بولنے لگے

پہلے خلائے جاں میں خموشی رہی مگر
پھر یوں ہوا کہ کون و مکاں بولنے لگے

نمرود نے جلائی تھی جو آگ، بجھ گئی
آزردگانِ آذرِ جاں بولنے لگے

پانی اُتر گیا تو نظر آئے فاصلے
ساحل سمندروں کی زباں بولنے لگے

دشتِ جنوں میں عقل کا سیلاب آ گیا
اندیشہ ہائے سود و زیاں بولنے لگے

بیتے ہوئے دنوں سے نہ سرگوشیاں کرو
ایسا نہ ہو کہ عمرِ رواں بولنے لگے

کس کی مجال تھی کہ سرِ دار بولتا
بولے ہیں ہم تو تم بھی میاں! بولنے لگے

مضطرؔ! ضمیرِ لفظ کے سُونے مکان میں
وہ حبس تھا کہ وہم و گماں بولنے لگے

امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

ربط ہے جان محمدؐ سے مری جاں کو مدام

کیفیتِ نماز

قسط 24

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دل میں فطری طور پر اپنے معبود سے عشق ودیعت کیا گیا تھا۔ ہوش سنبھالی تو اپنے ماحول میں مشرکانہ طور طریق سے بیزار رہنے لگے۔ انسانی ہاتھوں سے گھڑے ہوئے لکڑی، پتھر، مٹی اور دھات کے بُت عبادت کے لائق نہ لگے کسی بھی گروہ یا مکتبۂ فکر کے پاس خدائے واحد کا تصور نہ تھا دین ابراہیمی کا نام تو باقی تھا مگر تعلیمات پر عمل کرنے والے نایاب تھے۔ اب قلب محمد ﷺ کو ایک طاقت ور توانا خدا کی کھوج لگ گئی۔ مظاہر قدرت پر تدبر کرنے لگے۔ دنیا اور اس کے جھمیلوں سے بیزاری بڑھنے لگی۔ تنہائی میں معبود کی تلاش میں زیادہ وقت گزرنے لگا۔ سکون خانہ کعبہ میں ملتا یا غار حرا کی خلوت میں۔ جوں جوں قدرت آپ ﷺ پر اپنے راز ظاہر کر رہی تھی آپ ﷺ محبتِ الٰہی، ذکر الٰہی اور عبادت میں سرشار رہنے لگے مکہ والے کہتے عَشِقَ مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ۔ محمد تو اپنے رب کا عاشق ہوگیا ہے۔۔ عبادت کا ذوق رگ و پے میں سرایت کیا ہوا تھا۔ بعثت سے پہلے کی کیفیت کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے ’’شروع شروع میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول شروع ہوا تو وہ رؤیائے صالحہ کی شکل میں ہوتا تھا یعنی خوابیں وغیرہ آیا کرتی تھیں۔ آپ رات کے وقت جو کچھ دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح ظاہر ہو جاتا تھا۔ پھر آپ کو خلوت اچھی لگنے لگی تو آپؐ غار حرا میں بالکل اکیلے، کئی کئی راتیں خدا تعالیٰ کی عبادت میں گزارتے۔ اور جتنے دن آپؐ وہاں قیام کرتے آپؐ اپنا زادِ راہ ساتھ لے جاتے اور جب یہ ختم ہو جاتا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس واپس تشریف لاتے اور کھانے پینے کا مزید سامان ساتھ لے کر دوبارہ غار حرا میں چلے جاتے اور عبادتوں میں مشغول ہو جاتے۔ یہاں تک کہ آپؐ پر وحی نازل ہوئی اور آپؐ کے پاس حق آ گیا۔

(بخاری۔ کتاب بدء الوحی۔ باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہؐ)

خدا تعالیٰ سے محبت نے آپؐ کو نڈر اور جرأت مند بنا دیا تھا اللہ تعالیٰ کی محبت میں آپؐ اس قدر فنا ہو چکے تھے کہ آپؐ کو اس تنہائی سے خوف نہ آتا بلکہ اس میں پوری لذّت اور ذوق پاتے۔ یہ نہیں کہ گھر میں سکون نہیں تھا۔ حضرت خدیجہؓ جیسی جاں نثار بیوی اور بچوں کی نعمت سے جنت جیسا گھر تھا مگر آپؐ کی اعلیٰ لذات اپنے خدا کی عبادت میں تھیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’آپ کی پہلی عبادت وہی تھی جو آپؐ نے غارِ حرا میں کی۔ جہاں کئی کئی دن ویرانہ پہاڑی کی غار میں جہاں ہر طرح کے جنگلی جانور اور سانپ چیتے وغیرہ کا خوف ہے دن رات اللہ تعالیٰ کے حضور میں عبادت کرتے تھے اور دعائیں مانگتے تھے۔ قاعدہ ہے کہ جب ایک طرف کی کشش بہت بڑھ جاتی ہے تو دوسری طرف کا خوف دل سے دور ہوجاتا ہے‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 322)

نبوت کا پیغام ملا تو آپؐ پر نماز فرض ہوئی آپؐ مکہ کے بلند حصے میں تھے جہاں پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا حضرت جبرائیل نے وضو کیا پھر آنحضرت ﷺ نے اسی طرح وضو کیا۔ بعد ازاں حضرت جبرائیل نے آپؐ کو ساتھ لے کر نماز پڑھی اور غائب ہو گئے (اس کشفی نظارہ کے بعد) آنحضرت ﷺ حضرت خدیجہؓ کے پاس تشریف لائے ان کے سامنے وضو کیا اور ساتھ لے کر نماز پڑھی جس طرح حضرت جبرائیل نے پڑھی تھی۔

(السیرۃ النبویہ لابن ہشام جز 1 صفحہ 243 مطبوعہ مصر)

ابتدا میں نماز ایک نفلی رنگ رکھتی تھی کچھ مسلمان مل کر ایک عام عبادت کے رنگ میں نماز ادا کر لیتے تھے ایک دفعہ آنحضرت ﷺ اور حضرت علیؓ مکہ کی کسی گھاٹی میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک اس طرف سے ابو طالب کا گزر ہوا۔۔ ابو طالب کو ابھی تک اسلام کی کوئی خبر نہ تھی اس لئے وہ کھڑا ہو کر نہایت حیرت سے یہ نظارہ دیکھتا رہا جب آپؐ نماز ختم کر چکے تو اس نے پوچھا ’’بھتیجے یہ کیا دین ہے جو تم نے اختیار کیا ہے؟‘‘ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ’’چچا! یہ دین الٰہی ہے اور دینِ ابراہیم ہے‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 144)

مکی دور میں ہی حضرت جبریل نے نبی کریم ﷺ کو پانچوں نمازوں کی امامت کرواکے نماز کا طریق اور اوقات سمجھا دیئے تھے۔

(ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب 113)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکّہ میں نہایت جرأت سے بے دھڑک ہو کر خانۂ خدا کا طواف کرتے اور وہاں اپنے طریق پر عبادت کیا کرتے تھے۔ قریش مکّہ آپؐ کو دیکھ کر غصے سے پاگل ہو جاتے ہمارے بتوں کو برا کہنے والا ہمارے سامنے اپنے کسی ان دیکھے خدا کو یاد کرتا ہے ایک دن ایک شخص نے حضورؐ کی چادر مبارک کھینچ کر مروڑنی شروع کر دی حتّٰی کہ آپؐ کا دم گھٹنے لگا۔ حضرت ابو بکرؓ بھی وہاں موجود تھے۔ وہ یہ حالت دیکھ کر روتے ہوئے قریش سے کہنے لگے کہ کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا ربّ اللہ ہے۔ تب قریش نے آپؐ کو چھوڑ دیا۔

(خلاصہ از مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 218 مطبوعہ بیروت)

ایک دن ایک شخص نے اونٹنی کی بچہ دانی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ پر جبکہ وہ سجدے میں تھے رکھ دی اور مذاق اڑانے لگے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل سجدے میں رہے۔ آپؐ اپنا سر نہیں اٹھا سکتے تھے۔ یہاں تک کہ آپؐ کے پاس حضرت فاطمہؓ آئیں اور انہوں نے اس بچہ دانی کو آپؐ کی کمر سے بمشکل روتے روتے اتارا۔ اس پر آپؐ کے والد نے اپنا سر اٹھایا۔

(خلاصہ از بخاری کتاب الوضوء۔ باب اذا القیٰ علی ظہر المصلّی قذرا او جیفۃ حدیث نمبر 240)

نماز کی فرضیت

پھر آپؐ کے معبود نے آپؐ کو نبوت پر سرافراز کرکے اعلائے کلمۂ توحید کا کام سونپ دیا اس فرض کی ادائیگی کے لئے آپؐ کو خلوت چھوڑ کر جلوت میں آنا پڑا۔ عبادت کی معراج نماز شبِ معراج کو پانچ نبوی میں فرض ہوئی آپؐ خانہ کعبہ یعنی مسجدِ حرام میں سو رہے تھے معراج کے بعد حضرت جبرائیل نے آنحضرت ﷺ کے پاس آ کر پانچوں نمازوں کے اوقات بالتفصیل بتائے۔

(بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ)

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوۡكِ الشَّمۡسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيۡلِ وَقُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ ؕ اِنَّ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ كَانَ مَشۡهُوۡدًا

(بنی اسرائیل:79)

سورج کے ڈھلنے سے شروع ہو کر رات کے چھا جانے تک نماز کو قائم کر اور فجر کی تلاوت کو اہمیت دے۔ یقیناً فجر کو قرآن پڑھنا ایسا ہے کہ اُس کی گواہی دی جاتی ہے۔

قُلۡ اِنَّ صَلَاتِىۡ وَنُسُكِىۡ وَمَحۡيَاىَ وَمَمَاتِىۡ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ

(الانعام:163)

تو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مَرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

پھر فرمایا یہ عبادت رات کو بھی کرنی ہے:۔

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيۡلِ هِىَ اَشَدُّ وَطۡاً وَّاَقۡوَمُ قِيۡلًا

(المزمل:7)

رات کا اٹھنا یقیناً نفس کو پاؤں تلے کچلنے کے لئے زیادہ شدید اور قول کے لحاظ سے زیادہ مضبوط ہے۔

يَبِيۡتُوۡنَ لِرَبِّهِمۡ سُجَّدًا وَّقِيَامًا

(الفرقان:65)

کہ وہ اپنے رب کے لئے تمام رات سجدہ اور قیام میں گزارتے ہیں

اَلَّذِىۡ يَرٰٮكَ حِيۡنَ تَقُوۡمُ۔ وَتَقَلُّبَكَ فِى السّٰجِدِيۡنَ

(الشعراء:219-220)

یعنی جو دیکھ رہا ہوتا ہے۔ جب تو کھڑا ہوتا ہے۔ اور سجدہ کرنے والوں میں تیری بے قراری کو بھی۔

آپؐ نے اللہ تعالیٰ کے ہر حکم پر بہترین طریق پر عمل کر کے مسلمانوں کے لئے بہترین مثال قائم فرمائی جس کی تصدیق خود خدا تعالیٰ نے فرمائی یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ رات کے دو تہائی حصے میں یا آدھے حصے میں یا وقت کے لحاظ سے تیسرے حصے میں تُو نے عبادت کے اعلیٰ معیار قائم کر دیئے، حق ادا کر دیئے۔

اِنَّ رَبَّكَ يَعۡلَمُ اَنَّكَ تَقُوۡمُ اَدۡنٰى مِنۡ ثُلُثَىِ الَّيۡلِ وَنِصۡفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيۡنَ مَعَكَ (المزمل:21)

یقیناً تیرا ربّ جانتا ہے کہ تُو دو تہائی رات کے قریب یا اس کا نصف یا اس کا تیسرا حصہ کھڑا رہتا ہے نیز اُن لوگوں کا ایک گروہ بھی جو تیرے ساتھ ہیں۔

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ کے ہاں آپ کی باری تھی۔ اور یہ باری نویں دن آتی تھی، موسم سرما کی رات تھی بستر پر لیٹ جانے کے بعد حضرت عائشہ سے فرماتے ہیں کہ عائشہ اگر اجازت دو تو آج رات میں اپنے رب کی عبادت میں گزار دوں۔ وہ بخوشی اجازت دیتی ہیں اور آپ ساری رات عبادت میں روتے روتے سجدہ گاہ تر کر دیتے ہیں۔

(انسان کامل صفحہ 69)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنی دلی خواہش کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’اللہ نے ہر نبی کی ایک خواہش رکھی ہوتی ہے اور میری دلی خواہش رات کی عبادت ہے‘‘

(المعجم الکبیر للطبرانی باب سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ)

حضرت عائشہ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز یعنی تہجد کی نماز کی کیفیت پوچھی گئی تو فرمایا کہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان یا اس کے علاوہ دنوں میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھتے تھے مگر وہ اتنی لمبی اور پیاری اور حسین نماز ہوا کرتی تھی کہ اس نماز کی لمبائی اور حسن و خوبی کے متعلق مت پوچھو۔‘‘

(بخاری کتاب التہجد۔ باب قیام النبیؐ باللیل فی رمضان وغیرہ حدیث نمبر 1147)

نماز آپ کی روح کی غذا تھی، اگرچہ امت کی سہولت کی خاطر آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جب کھانا لگ جائے تو پہلے کھانا کھالو مگر اپنا یہ حال ہے کہ جب ایک دفعہ کھانا کھا رہے تھے تو حضرت بلالؓ نے آواز دی کہ ’’نماز کا وقت ہو گیا ہے‘‘ اگلے ہی لمحہ آپ نے کھانا چھوڑ دیا اور سیدھے نماز کے لئے تشریف لے گئے۔

(ابوداؤد، کتاب الطہارہ بحوالہ اسوہ انسان کامل صفحہ 57)

غزوہ بدر میں ایک جنگ تو تیروں تلواروں سے ہو رہی تھی دوسری آپ کے اپنے خیمہ میں خدا کے حضور سربسجود رو رو کر دعاؤں سے ہو رہی تھی۔ آپؐ اپنے خدا کو پکار رہے تھے کہ اے خدا اگر یہ عبادت گزار تباہ ہو گئے تو کون تیری عبادت کرے گا۔ یہ دعا دراصل نماز اور نمازیوں کی حفاظت کے لئے ہی تھی یہ جنگ دعاؤں کے ذریعہ ہی جیتی گئی۔

نماز سے ایسی محبت کا عالم تھا کہ جس بیماری سے آپ فوت ہوئے ہیں اس سے تھوڑا سا پہلے جب بیماری سے افاقہ ہوا تو اسی کمزوری کی حالت میں دو صحابہ کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اور سہارا لیکر مسجد میں نماز کے لئے پہنچے، اور حالت یہ تھی کہ کمزوری سے پاؤں زمین پر گھسٹتے جا رہے تھے۔ دنیا میں آپ کی آخری خوشی بھی نماز ہی تھی جس دن آپ کی وفات ہوئی ہے اس دن فجر کی نماز کے وقت اپنے حجرے کا پردہ اٹھا کر دیکھا تو صحابہ عبادت میں مشغول تھے۔ اپنے غلاموں کو نماز میں دیکھ کر آپ کا دل خوشی سے بھر گیا اور چہرے پر مسکراہٹ چھا گئی۔

(بخاری، کتاب الاذان بحوالہ اسوہ کامل صفحہ 60)

حضرت حذیفہؓ بن یمان فرماتے ہیں۔ ایک رات رسولؐ اللہ کے ساتھ نماز ادا کی جب نماز شروع کی تو آپ نے کہا اَللّٰہُ اَکْبَرُ ذُوالْمَلَکُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْعَظَمَۃِ۔ یعنی اللہ بڑا ہے جو اقتدار اور سطوت کبریائی اور عظمت والا ہے۔ پھر آپ نے سورۃ بقرہ مکمل پڑھی۔ پھر رکوع فرمایا جو قیام کے برابر تھا۔ پھر رکوع کے برابر کھڑے ہوئے۔ پھر سجدہ کیا جو کہ قیام کے برابر تھا۔ پھر دونوں سجدوں کے درمیان رَبِّ اغْفِرْلِیْ، رَبِّ اغْفِرْلِیْ اے میرے رب مجھے بخش دے، اے میرے رب مجھے بخش دے کہتے ہوئے اتنی دیر بیٹھے جتنی دیر سجدہ کیا تھا۔ پھر دوسری رکعتوں میں آپؐ نے آل عمران، نساء، مائدہ، انعام وغیرہ طویل سورتیں پڑھیں۔

(ابو داؤد۔ کتاب الصلوۃ۔ باب مایقول الرجل فی رکوعہ وسجودہ حدیث نمبر 869)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اتنی لمبی نماز ادا فرمایا کرتے تھے کہ آپؐ کے پاؤں متورم ہو کر پھٹ جاتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے آپؐ سے عرض کی اے اللہ کے رسول! آپ کیوں اتنی تکلیف اٹھاتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے اگلے پچھلے تمام قصور معاف فرما دیئے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا اَفَلَا اُحِبُّ اَنْ اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا۔ کیا میں یہ نہ چاہوں کہ میں اللہ کا شکر گزار بندہ بنوں۔

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ الفتح باب قولہ لیغفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک...)

پھر ام المومنین حضرت سودہؓ نے ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز تہجد ادا کرنے کا ارادہ کیا۔ اور حضورؐ کے ساتھ جا کر نماز میں شامل ہوئیں۔ اپنی سادگی میں دن کے وقت انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس لمبی نماز پہ جو تبصرہ کیا اس سے حضورؐ بہت محظوظ ہوئے۔ کہنے لگیں یا رسول اللہ! رات آپ نے اتنا لمبا رکوع کروایا کہ مجھے تو لگتا تھا جیسے جھکے جھکے کہیں میری نکسیر نہ پھوٹ پڑے۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ۔ حرف السین۔ القسم الاول۔ سودۃ بنت زمعۃ)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میرے پاس تشریف لائے۔ میرے ساتھ میرے بستر میں لیٹے پھر آپؐ نے فرمایا اے عائشہ! کیا آج کی رات تو مجھے اجازت دیتی ہے کہ میں اپنے رب کی عبادت کر لوں۔ میں نے کہا خدا کی قسم! مجھے تو آپؐ کی خواہش کا احترام ہے اور آپ کا قرب پسند ہے۔ میری طرف سے آپ کو اجازت ہے۔ تب آپ اٹھے اور مشکیزہ سے وضو کیا۔ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور نماز میں اس قدر روئے کہ آپ کے آنسو آپ کے سینہ پر گرنے لگے۔ نماز کے بعد آپ دائیں طرف ٹیک لگا کر اس طرح بیٹھ گئے کہ آپؐ کا دایاں ہاتھ آپ کے دائیں رخسار پر تھا۔ آپؐ نے پھر رونا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ آپ کے آنسو زمین پر ٹپکنے لگے۔ آپؐ اسی حالت میں تھے کہ فجر کی اذان دینے کے بعد بلال آئے جب انہوں نے آپ کو اس طرح گریہ و زاری کرتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے یا رسول اللہ! آپ اتنا کیوں روتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ آپ کے گزشتہ اور آئندہ ہونے والے سارے گناہ بخش چکا ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

(تفسیر روح البیان زیر تفسیر سورہ آل عمران آیت 191۔ 192)

مطرف اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اس وقت شدت گریہ وزاری کے باعث آپؐ کے سینے سے ایسی آواز آ رہی تھی جیسے چکی کے چلنے کی آواز ہوتی ہے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوۃ باب البکاء فی الصلوۃ)

ایک دوسری روایت میں یہ آتا ہے کہ: آپؐ کے سینے سے ایسی آواز اٹھ رہی تھی جیسے ہنڈیا کے ابلنے کی آواز ہوتی ہے۔

(سنن نسائی کتاب السہو۔ باب البکاء فی الصلوۃ حدیث نمبر 1213)

حضرت ام سلمیٰؓ فرماتی ہیں کہ آپؐ کچھ دیر سوتے پھر کچھ دیر اٹھ کر نماز میں مصروف ہوتے۔ پھر سو جاتے، پھر اٹھ بیٹھتے اور نماز ادا کرتے۔ غرض صبح تک یہی حالت جاری رہتی۔

(ترمذی کتاب فضائل القرآن باب ما جاء کیف کان قراءۃ النبی ﷺ)

حضرت عائشہؓ کی ایک اور روایت ہے کہ ایک رات میری باری میں باہر تشریف لے گئے۔ کیا دیکھتی ہوں کہ ایک کپڑے کی طرح زمین پر پڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں سَجَدَ لَکَ سَوَادِیْ وَخَیَالِیْ وَاٰمَنَ لَکَ فُؤَادِیْ۔ رَبِّ ھٰذِہٖ یَدَایَ وَمَا جَنَیْتُ بِھَا عَلٰی نَفْسِیْ۔ یَا عَظِیْمًا یُرْجٰی لِکُلِّ عَظِیْمٍ اِغْفِرِ الذَّنْبَ الْعَظِیْمَ کہ اے اللہ! تیرے لئے میرے جسم و جان سجدے میں ہیں میرا دل تجھ پر ایمان لاتا ہے۔ اے میرے رب! یہ میرے دونوں ہاتھ تیرے سامنے پھیلے ہیں اور جو کچھ میں نے ان کے ساتھ اپنی جان پر ظلم کیا وہ بھی تیرے سامنے ہے۔ اے عظیم! جس سے ہر عظیم بات کی امید کی جاتی ہے، عظیم گناہوں کو تو بخش دے۔ پھر فرمایا کہ اے عائشہ! جبریل نے مجھے یہ الفاظ پڑھنے کے لئے کہا ہے۔ تم بھی اپنے سجدوں میں یہ پڑھا کرو۔ جو شخص یہ کلمات پڑھے سجدے سے سر اٹھانے سے پہلے بخشا جاتا ہے۔

(مجمع الزوائد للھیثمی کتاب الصلوۃ باب مایقول فی رکوعہ وسجودہ)

آپ کو یہ کسی طرح گوارا نہیں تھا کہ آرام دہ بستر پر سوئیں اور گہری نیند ہو جو اللہ کی یاد سے غافل کر دے۔ حضرت حفصہؓ روایت کرتی ہیں کہ: ایک رات انہوں نے بستر کی چادر کی چار تہیں کر دیں، ذرا نرم ہو گیا۔ تو صبح آپ نے فرمایا رات تم نے کیا بچھایا تھا۔ اسے اکہرا کر دو یعنی ایک رہنے دو۔ اس نے مجھے نماز سے روک دیا۔

(الشمائل النبویۃ للترمذی باب ما جاء فی فراش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ: جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری یا کسی اور وجہ سے تہجد رہ جاتی تھی تو آنحضور ﷺ دن کو بارہ رکعتیں نوافل ادا کیا کرتے تھے۔

(صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین باب جامع صلاۃ اللیل ومن نام عنہ او مرض)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ: ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ بیمار تھے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آج بیماری کا اثر آپ پر نمایاں ہے۔ فرمانے لگے اس کمزوری کے باوجود آج رات میں نے نماز تہجد میں طویل سورتیں پڑھی ہیں۔

(الوفاء باحوال المصطفیٰ للجوزی باب التہجد)

حضرت عبد اللہ ابن ابی قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ: قیام اللیل مت چھوڑنا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں چھوڑتے تھے۔ اور جب آپ بیمار ہو جاتے، جسم میں سستی محسوس کرتے تو بیٹھ کر تہجد کی نماز پڑھتے۔

(سنن ابی داؤد کتاب التطوع باب قیام اللیل حدیث نمبر 1303)

حضرت کعب بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ دن کے وقت سفر سے واپس تشریف لاتے اور سب سے پہلے مسجد تشریف لے جاتے۔ وہاں دو رکعت نفل ادا کرتے پھر کچھ دیر وہاں بیٹھتے۔

(مسلم کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا باب استحباب رکعتین فی المسجد لمن قدم من سفر أول قدومہ حدیث نمبر 1659)

ایک روایت میں آتا ہے: غزوۂ اُحد کی شام جب لوہے کے خود کی کڑیاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنے رخسار میں ٹوٹ جانے کی وجہ سے آپ کا بہت سا خون بہہ چکا تھا۔ کلّے پر لگنے کی وجہ سے خون بہہ چکا تھا۔ آپؐ زخموں سے نڈھال تھے۔ علاوہ ازیں 70 صحابہ کی شہادت کا زخم اس سے کہیں بڑھ کر اعصاب شکن تھا۔ اس روز بھی آپ بلالؓ کی اذان کی آواز پر نماز کے لئے اسی طرح تشریف لائے جس طرح عام دنوں میں تشریف لاتے تھے۔

پھر آخری بیماری میں جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شدید بخار میں مبتلا تھے اس وقت بھی اگر آپ کو فکر تھی تو صرف نماز کی تھی۔ گھبراہٹ کے عالم میں بار بار پوچھتے کیا نماز کا وقت ہو گیا؟ بتایا گیا کہ لوگ آپ کے منتظر ہیں۔ بخار ہلکا کرنے کی خاطر فرمایا میرے اوپر پانی کے مشکیزے ڈالو۔ پانی ڈالو۔ تعمیل ارشاد ہوئی۔ حکم پورا کیا گیا۔ پھر غشی طاری ہو گئی۔ پھر ہوش آیا، پھر پوچھا کہ نماز ہو گئی۔ جب پتہ چلا کہ صحابہ ابھی انتظار میں ہیں تو پھر فرمایا مجھ پر پانی ڈالو۔ پھر پانی ڈالا گیا۔ پھر اس طرح پانی ڈالنے سے جب بخار کچھ کم ہوا تو نماز پر جانے لگے۔ مگر پھر کمزوری کی وجہ سے بیہوشی کی کیفیت طاری ہو گئی۔

(بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاتہ)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

جب آپؐ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو بوجہ سخت ضعف کے نماز پڑھنے پر قادر نہ تھے۔ اس لئے آپؐ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے نماز پڑھانی شروع کی تو آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے کچھ آرام محسوس کیا اور نماز کے لئے نکلے۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دینے کے بعد جب نماز شروع ہوگئی تو آپؐ نے مرض میں کچھ کمی محسوس کی آپ اس طرح مسجد کی طرف نکلے کہ دو آدمی آپؐ کو سہارا دے کر لے جارہے تھے۔ کہتی ہیں کہ میری آنکھوں کے سامنے یہ نظارہ ہے کہ شدت درد کی وجہ سے اس وقت آپؐ کے قدم زمین سے گھسٹتے جاتے تھے۔ آپؐ کو دیکھ کر حضرت ابوبکرؓ نے ارادہ کیا کہ پیچھے ہٹ جائیں۔ اس ارادے کو معلوم کرکے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کی طرف اشارہ فرما کر کہا اپنی جگہ پہ کھڑے رہو۔ پھر آپؐ کو وہاں لایا گیا۔ پھر آپؐ ابوبکرؓ کے ساتھ بیٹھ گئے اور اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنی شروع کی اور آپؐ کی جو حرکت ہوتی تھی اس پر حضرت ابوبکرؓ تکبیر کہتے تھے۔ اَللّٰہُ اَکْبَر بولتے تھے۔ اور باقی لوگ حضرت ابوبکرؓ کی نماز کی اتباع میں آپؐ کے پیچھے نماز پڑھتے رہے‘‘

(بخاری کتاب الاذان،باب حد المریض ان یشھد الجماعة)

حضرت علیؓ اور حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت اور آخری پیغام جبکہ آپؐ جان کنی کے عالم میں تھے اور سانس اکھڑ رہا تھا۔ یہ تھا کہ ’’اَلصَّلٰوۃُ وَ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ‘‘ نماز اور غلام کے حقوق کا خیال رکھنا۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الوصایا،باب ھل أوصٰی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

عبودیت کے وہی نظارے

چشم فلک نے صدیوں کے انتظار کے بعد پھر عبودیت کے وہی نظارے دیکھے۔ایک بدر کامل طلوع ہوا جس نے سراج منیر کی روشنی منعکس کرکے دنیا کو نور محمدی سے منور کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تشریف آوری کے وقت ’’اٹھارہویں صدی کی ہلاکت آفرینیوں نے دنیا میں الحاد و دہریت اور فسق وفجور کا ایک تند و تیز سیلاب بپا رکھا تھا اور بڑے بڑے متدین خاندان اس کی زد میں آچکے تھے بلکہ خود آپؑ کے خاندان میں بے دینی کی ایک رو چل نکلی تھی لیکن حضرت کے قلب صافی میں ابتداء ہی سے خدا تعالیٰ کی عبادت اور اس سے محبت کے جذبات موجزن تھے اور دنیا کی کوئی دلکشی اور رنگینی آپؑ کے اس والہانہ عشق میں حائل نہیں ہوسکی‘‘ (تاریخ احمدیت جلد1 صفحہ 51) آپؑ تو افسروں کے افسر اور مالک الملک احکم الحاکمین کے حضور حاضر ہو چکے تھے۔ آپؑ کے والد صاحب نے اس مسیتڑ لڑکے کے بارے میں کہا ’’یہ شخص زمینی نہیں آسمانی (ہے) یہ آدمی نہیں فرشتہ ہے‘‘

(تاریخ احمدیت جلد1 یک صفحہ 53)

آپؑ کی نہایت چھوٹی عمر کی دعا ’’نامرادے دعا کر کہ خدا میرے نماز نصیب کرے‘‘ ظاہر کرتی ہے کہ ذوق عبادت آپؑ کی فطرت میں شامل تھا آپؑ فرماتے ہیں

المسجد مکانی والصالحون اِخوانی
وَ ذکر اللّٰہِ مالی و خلق اللّٰہِ عَیالی

مسجد میرا مکان صالحین میرے بھائی یاد الٰہی میری دولت اور مخلوقِ خدا میرا عیال اور خاندان ہے

(سیرت مسیح موعودؑ حصہ سوم از یعقوب علی عرفانی صفحہ 387)

1883ء میں الہام ہوا وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاۃِ۔ وَاتَّخِذُوْا مِن مَّقَامِ اِبْرَاھِیمَ مُصَلًّی ترجمہ: اور صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ مدد چاہو۔ اور ابراہیم کے مقام سے نماز کی جگہ پکڑو۔ (تذکرہ صفحہ 67)

آ گیا عین لڑائی میں اگر وقت نماز

’’لڑکپن سے ہی قرآن مجید کا مطالعہ اور نماز کی ادائیگی دن رات آپ کا معمول تھا والد صاحب کی اطاعت میں کچھ خاندانی مقدمات کی پیروی کرنی پڑی۔ یہ فرض نبھاتے ہوئے بھی نماز کی ادئیگی کو مقدم رکھتے۔ عین کچہری میں نماز کا وقت آجاتا تو اس کمال محویت اور ذوق وشوق سے مصروف نماز ہوجاتے کہ گویا آپ صرف نماز پڑھنے کے لئے آئے ہیں اور کوئی کام آپ کے مدنظر نہیں بسا اوقات ایسا ہوتا کہ آپ خدا تعالیٰ کے حضور کھڑے عجز و نیاز کر رہے ہوتے اور مقدمہ میں طلبی ہوجاتی مگر آپ کا استغراق، توکل الی اللہ اور حضورِ قلب کا یہ عالم تھا کہ جب تک مولائے حقیقی کے آستانہ پر جی بھر کے الحاح و زاری نہ کرلیتے اس کے دربار سے واپسی کا خیال تک نہ لاتے‘‘

(تاریخ احمدیت جلد1 یک صفحہ 77)

ایک ایسے ہی مقدمے میں آپ نماز کی وجہ سے طلبی پر حاضر نہ ہوسکے مگر اللہ پاک کے کرم سے معجزانہ طور پر آپؑ کے حق میں فیصلہ ہوا۔

نماز تہجد کا التزام

پنجگانہ نماز تو خیر فرض ہی ہے جس کے بغیر کوئی شخص جو اسلام کا دعویٰ رکھتا ہو مسلمان نہیں رہ سکتا نفل نماز کے موقعوں کی بھی حضرت مسیح موعودؑ کو تلاش رہتی جیسے ایک پیاسا انسان پانی کی تلاش کرتا ہے تہجد کی نماز جو نصف شب کے بعد اُٹھ کر ادا کی جاتی ہے اس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا دستور تھا کہ باقاعدہ شروع وقت میں بیٹھ کر ادا فرماتے تھے اور اگر کبھی زیادہ بیماری کی حالت میں بستر سے اُٹھنے کی طاقت نہیں ہوتی تھی تو پھر بھی وقت پر جاگ کر بستر میں ہی اس مقدس عبادت کو بجالاتے تھے۔

(تاریخ احمدیت جلد 2صفحہ 583)

نماز اشراق کے نوافل دو یا چار رکعت کبھی کبھی ادا فرماتے (سیرت المہدی جلد ایک صفحہ 3) جس دن آپؑ نے بٹالہ جانا ہوتا تو سفر سے پہلے آپؑ دو نفل پڑھ لیتے (تاریخ احمدیت جلد ا اول صفحہ 76) 1894ء میں سورج گرہن کے وقت مسجد کی چھت پر نماز کسوف باجماعت ادا کی جس میں قریباً تین گھنٹے دعا جاری رہی۔

(آئینۂ صدق وصفا صفحہ 48)

’’نماز تہجد کی خلوت کے علاوہ دن کے وقت بھی عموماً ایک وقت بالکل علیحدگی میں گزارتے تھے۔ آپؑ کی رہائش کے کمرے کے ساتھ چھوٹا سا کمرہ بیت الدعا کا ہے اسے اندر سے بند کرکے دو گھنٹہ کے قریب بالکل علیحدگی میں مصروفِ عبادت رہتے ایام سفر میں بھی آپؑ کے واسطے کوئی چھوٹا سا کمرہ خلوت کے واسطے بالکل الگ کر دیا جاتا۔

(الفضل 3 جنوری 1931ء)

نماز جنازہ خود حضورؑ ہی پڑھاتے تھے۔ حالانکہ عام نمازیں حضرت مولوی نورالدین صاحب یا مولوی عبدالکریم صاحب پڑھاتے تھے کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ جمعہ کو جنازہ غائب ہونے لگا تو نماز تو مولوی صاحبان میں سے کسی نے پڑھائی اور سلام کے بعد حضرت مسیح موعودؑ آگے بڑھ جاتے اور جنازہ پڑھادیا کرتے تھے‘‘

(سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 167)

حضرت اماں جانؓ سے روایت ہے کہ

حضرت مسیح موعودؑ فرض نماز کی ابتدائی سنتیں گھر میں ادا کرتے تھے اور بعد کی سنتیں بھی عموماً گھر میں اور کبھی کبھی مسجد میں پڑھتے تھے‘‘

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 5)

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ لکھتے ہیں:۔

’’حضرت مسیح موعودؑ کے ملازم غفار کا کام اتنا ہی تھا کہ جب آپ مقدمات کے لئے سفر کرتے تو وہ ساتھ ہاتا اور لوٹا اور مصلیٰ اس کے پاس ہوتا ان دنوں آپؑ کا معمول یہ تھا کہ رات بہت کم سوتے اور اکثر حصہ جاگتے رہتے اور رات بھر نہایت رقت آمیز لہجے میں گنگناتے رہتے‘‘

(شمائلِ احمدؑ صفحہ 28)

حضرت مفتی محمد صادقؓ لکھتے ہیں:۔

’’ایک دفعہ مقدمہ کرم دین میں جب کہ حضرت صاحب کمرۂ عدالت میں بہ سبب سماعت مقدمہ تشریف فرما تھے نماز ظہر کا وقت گزر گیا اور نماز عصر کا وقت بھی تنگ ہوگیا تب حضورؑ نے عدالت سے نماز پڑھنے کی اجازت چاہی اور باہر آکر برآمدے میں اکیلے ہی ہر دو نمازیں جمع کرکے پڑھیں۔‘‘

(ذکر حبیب صفحہ 110)

’’مارچ 1908ء میں پنجاب کے فنانشل کمشنر سر جیمز ولسن ایک روزہ دورے پر قادیان آئے شام کو حضرت اقدسؑ سے ملنے آئے دوسرے دوست بھی تھے حضورؑ پون گھنٹہ اسلام کی خوبیاں بیان کرتے رہے۔ جب نماز کا وقت ہوگیا۔ تو یہ کہہ کر رخصت لی کہ ’’آپ دنیاوی حاکم ہیں خدا نے ہمیں دین کے لئے روحانی حاکم بنایا ہے جس طرح آپ کے کاموں کے وقت مقرر ہیں اسی طرح ہمارے بھی وقت مقرر ہیں اب ہماری نماز کا وقت ہوگیا ہے‘‘

(خلاصہ از سیرت احمد از حضرت مولوی قدرت اللہ سنوری صفحہ 57)

’’اے خدا تعالیٰ قادر و ذوالجلال ! میں گناہ گار ہوں اور اس قدر گناہ کے زہر نے میرے دل اور رگ وریشہ میں اثر کیا ہے کہ مجھے رقت اور حضور نماز حاصل نہیں تو اپنے فضل وکرم سے میرے گناہ بخش اور میری تقصیرات معاف کر اور میرے دل کو نرم کر دے اور میرے دل میں اپنی عظمت اور اپنا خوف اور اپنی محبت بٹھادے تا کہ اس کے ذریعہ سے میری سخت دلی دور ہو کر حضور نماز میں میسر آوے‘‘۔

(فتاویٰ مسیح موعود صفحہ 7 مطبوعہ 1935ء)

آپؑ کے ساتھ نماز کی لذت میں شریک خوش نصیب حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ لکھتے ہیں:

’’سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے زمانۂ حیات میں جب کہ خدا تعالیٰ کی مقدس وحی کا نزول بارانِ رحمت کی طرح ہو رہا تھا۔ اس عہد میں جو بات بار بار میرے تجربے میں آئی یہ تھی کہ دعا اور نماز پڑھنے کی سمجھ اور لذت ان نمازوں کے ذریعہ آئی جو حضور اقدسؑ کی معیت میں پڑھی گئیں۔ سبحان اللہ وہ کیا ہی مبارک زمانہ تھا کہ نماز کے وقت نمازیوں کے خشوع و خضوع، رقتِ قلب اور اشکبار آنکھوں کے ساتھ گڑگڑانے اور آہ و بکا کا شور مسجد مبارک میں بلند ہوتا تھا لوگ آستانہ الٰہی پر سربسجود ہوتے اور مسجد مبارک وجدانی صداؤں سے گونج اُٹھتی‘‘

(حیاتِ قدسی 871)

آنحضرت ﷺ نماز میں کبھی اتنا لمبا قیام کرتے کہ پاؤں متورم ہو جاتے۔ جنگ بدر اور کئی دیگر مواقع پر رات رات بھر آپؐ نے اس طرح دعائیں کیں کہ صحابہؓ بیان کرتے ہیں ایسا معلوم ہوتا تھا گویا چکی چل رہی ہو یا ہنڈیا ابل رہی ہو۔ یہی حال آپؐ کے فرزند جلیل حضرت مسیح موعودؑ کا تھا۔ حضرت میاں فتح دین صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک تاریک رات میں نے حضورؑ کو مسجد مبارک میں ماہی بے آب کی طرح تڑپتے

بقیہ صفحہ 16 پر

علامہ ایچ ایم طارق

جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں خلافت خامسہ کا عظیم الشان کردار

قسط 4

خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں حضرت مسیح موعودؑ کی قائم فرمودہ پانچ شاخوں چار دانگ عالم میں پھلنے پھولنے کے حوالہ سے ایک مضمون بعنوان ’’جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں عہد خلافت خامسہ کا عظیم الشان کردار‘‘ میں پیش کیا جاچکا ہے جو محض شاہراہ ترقی اسلام کی طرف گامزن جماعت کے جائزہ کا ایک پیمانہ تھا، ورنہ یہ بابرکت دور جس میں جماعت کو قائم ہوئے 134سال ہونے کو آئے ہیں اور غلبہ اسلام واحمدیت کا موعودہ تین صدیوں کا زمانہ اپنے نصف کو پہنچنے کے قریب ہے اور اس کے آثار اکناف عالم میں نظر آرہے ہیں۔اور حضرت مسیح موعودؑ کا الہام ’’انی معک یا مسرور‘‘ ایک نئی آب و تاب کے ساتھ آپ کے پڑپوتے حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کے حق میں پورا ہوکر آسمانی تائیدیں ظاہر فرمارہا ہے۔نیز حضورانور کے بزرگ دادا حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے بارہ میں ’’وہ بادشاہ آیا‘‘ کا الہام بھی ہمارے موجودہ امام کی ذات میں نئی آن بان کے ساتھ پورا ہورہا ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ذریعہ عالمی ایوانوں میں اسلام کا پیغامِ امن عالم پہنچنا اور قیام امن کے لئے دور حاضر کے تمام عظیم شاہان مملکت کو خطوط بھی عہد خلافت خامسہ کی تابناک تاریخ کا ایک سنہری باب ہے۔

زیر نظر مضمون میں عہد خلافت خامسہ کے غیرمعمولی کارہائے نمایاں یا اس عہد کی خصوصی ترقیات کا ذکر مقصود ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ کس طرح خدا کے فضل کا سایہ قدم قدم پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے سر پر رہا اور یہ سلسلہ پوری آب و تاب کے ساتھ جاری وساری ہے اور رہے گا۔انشاء اللہ

امن کانفرنس (Peace Symposium) اور عالمی ’’امن انعام‘‘ کا بابرکت اجراء

خلافت خامسہ کے عہد میں 2004ء سے امن کانفرنس (Peace Symposium) کا آغاز ہوا جس میں دنیا بھر سے مختلف نمائندے شامل ہوتے ہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے خطاب میں حالات حاضرہ کے پیش نظر دنیا کو امن کا پیغام دیتے ہیں جو اسلام اور جماعت احمدیہ کے تعارف کے علاوہ عالمی امن کے قیام کے لئے نہایت مفید ثابت ہو رہا ہے چنانچہ حضور کے بابرکت عہد میں سولہ 16 مرکزی امن کانفرنسز کا انعقاد کیا جاچکا ہے۔امن کانفرنسز میں ہر سال دنیا بھر میں قیام امن کے لئے نمایاں کام کرنے والوں کو احمدیہ امن پرائز سے بھی نوازا جاتا ہے۔احمدیہ امن انعام کا آغاز 2009ء سے ہوا اور اب تک جن دس10منتخب افراد کو جماعت احمدیہ کی طرف سے عالمی سطح پر یہ انعام دیا جاچکا ہے ان کے اسماء حسب ذیل ہیں:

1۔مکرم ڈاکٹر لارڈ ایرک ایوبری صاحب (Lord Eric Avebury) آف یوکے

2۔مکرم عبدالستار ایدھی صاحب (Abdul Sattar Edhi) آف پاکستان

3۔ایس او ایس چلڈرن ولیج (SOS children's villages UK)

4۔مکرم ڈاکٹر اہنبا بوچی ایڈجی (Dr. Oheneba Boachie-Adjei) آف غانا

5۔مکرم میگنس میک فرلانس بارو صاحب (Magnus-MacFarlane-Barrow) آف سکاٹ لینڈ

6۔مکرمہ سندھوتی سپکل (Sindhutai Sapkal) آف انڈیا

7۔مکرمہ حادیل قاسم (Hadeel Qasim) آف عراق

8۔مکرمہ سٹوسکو تھرلو (Mrs Setsuko Thurlow) آف جاپان

9۔مکرم ڈاکٹر لیونڈ روشل (Dr Leonid Roshal) آف روس

10۔مکرم ڈاکٹر فریڈ میڈنک (Dr Fred Mednick) آف امریکہ

© MAKHZAN-E-TASAWEER

ان کانفرنسز کے ذریعہ ساری دنیا میں حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا تعارف ’’سفیرامن‘‘ کے طور پر ہوا ،اب دنیا کی بڑی بڑی پارلیمنٹس آپ کو اپنے خطاب کی دعوت دینے میں فخر محسوس کرتی ہیں۔

عالمی ایوانوں میں پیغام امن و اسلام

اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کو جو ایک اور نیا اہم مفید اور مؤثر تاریخی کام کرنے کی توفیق بخشی وہ آپ کے خطابات ہیں جو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے بڑے اور طاقتور ملکوں کے ایوانوں میں امن کے موضوع پر ارشاد فرمائے جن کے ذریعہ جماعت کا مثبت تعارف اور پیغام بھی پہلی دفعہ دنیا کے بااثر طبقہ میں پہنچا۔ان خطابات کا مختصر ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

برطانوی پارلیمنٹ کے ہاؤس آف کامنز میں خطاب

22 اکتوبر 2008ء کو امام جماعت احمدیہ عالمگیر سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد نے برطانوی پارلیمنٹ کے ہاؤس آف کامنز میں خطاب فرمایا۔یہ استقبالیہ جماعت احمدیہ کے ہیڈکوارٹرز واقع مسجد فضل، پٹنی کی M.P جسٹن گریننگ (Justine Greening) کی طرف سے خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے موقعہ پر دیا گیا۔جس میں برطانوی پارلیمنٹ کے ممبران، پریس کے معزز ممبران، سیاستدان اور مختلف شعبہ جات کے ماہرین شامل تھے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس خطاب کا عنوان ’’عالمی بحران پر اسلامی نقطہ نظر‘‘ کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

ملٹری ہیڈکوارٹرز کو بلنز جرمنی سے خطاب

30 مئی 2012ء کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ملٹری ہیڈکوارٹرز کوبلنز جرمنی میں حضور کے خطاب کا موضوع ’’وطن سے محبت کے متعلق اسلامی تعلیمات‘‘ تھا۔

کیپیٹل ہل واشنگٹن ڈی سی امریکہ میں خطاب

27 جون 2012ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے امریکہ میں کیپیٹل ہل واشنگٹن ڈی سی میں تاریخی خطاب فرمایا۔جس میں اہم اراکین کانگریس وسینیٹ، سفیروں، وائٹ ہاؤس اور سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے سٹاف، غیر سرکاری تنظیموں کے مذہبی قائدین، اساتذہ کرام، مشیران، سفارتی نمائندے، تھنک ٹینکس ، پینٹاگان کے نمائندے اور میڈیا کے افراد شامل تھے۔اس خطاب کا موضوع ’’عالمی بحران اور امن کی راہ‘‘ تھا۔

یورپین پارلیمنٹ سے خطاب

4 دسمبر 2012ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یورپین پارلیمنٹ سے وہ تاریخی خطاب فرمایا جس میں تیس 30 ممالک کے 350 نمائندگان شامل ہوئے۔ہال یورپی نمائندوں سے بھرا ہوا تھا۔خطاب کا موضوع ’’امن کی کنجی۔ بین الاقوامی اتحاد‘‘ تھا۔

برطانوی پارلیمنٹ سے دوسرا خطاب

11 جون 2013ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ایک بار پھر برطانوی پارلیمنٹ ہاؤس لندن میں خطاب فرمایا۔ اس میں اڑسٹھ 68 نمایاں شخصیات نے شمولیت کی جن میں تیس 30 ممبران پارلیمنٹ بارہ 12ممبران ہاؤس آف لارڈز اور چھ 6 وزراء، شامل تھے اس خطاب کا موضوع

’’اسلام۔ امن اور محبت کا مذہب‘‘ تھا۔

نیوزی لینڈ کی نیشنل پارلیمنٹ

4 نومبر 2013ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ولنگٹن میں نیوزی لینڈ کی نیشنل پارلیمنٹ سے ’’امن عالم۔ وقت کی ضرورت‘‘ کے عنوان پر خطاب فرمایا۔ اس اجلاس میں ممبر آف پارلیمنٹ کے علاوہ مختلف ممالک کے سفارت کار، محققین اور دیگر معزز مہمان شامل ہوئے۔

ڈچ نیشنل پارلیمنٹ

6 اکتوبر 2015ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہالینڈ میں ڈچ نیشنل پارلیمنٹ میں ان کی امور خارجہ کی سٹینڈنگ کمیٹی کے اجلاس سے خطاب فرمایا جو سو 100 سے زائد معزز مہمانوں نے سنا، جن میں مختلف ممالک کے سفیر اور نمائندگان بھی شامل تھے۔ اس خطاب کا موضوع ’’حالات حاضرہ اور اسلام کی پُر امن تعلیم‘‘ تھا۔

پارلیمنٹ آف کینیڈا

17 اکتوبر 2016ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کینیڈا کی پارلیمنٹ میں خطاب کے لئے تشریف لے گئے۔ جس میں دوسوپچیس 225 سے زائد افراد نے شمولیت کی۔ ان میں چھ 6 وزراء، ستاون 57 ممبران نیشنل پارلیمنٹ گیارہ 11 ممالک کے سفراء کرام، مختلف NGOs کے سربراہان، مذہبی راہنماؤں، میڈیا کے افراد اور دیگر معزز ممبران شامل تھے۔ خطاب کا موضوع ’’دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے اسلامی تعلیم‘‘ تھا۔

عالمی تنظیم یونیسکو میں خطاب

8 اکتوبر 2019ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یونیسکو بلڈنگ پیرس تشریف لے گئے جہاں حضور انور نے ’’دنیا کی سائنسی اور علمی ترقی‘‘ کے عنوان پر خطاب فرمایا۔

الغرض حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ عالمی سطح پر درجنوں ایسے پروگرامز میں شرکت فرما چکے ہیں جن میں مختلف ممالک کے سربراہان، سفارتکار، سیاستدان، پریس و میڈیا کے نمائندے و دیگر شعبہ ہائے زندگی کے لوگ شامل ہوتے رہے ہیں۔

مذاہب عالم کانفرنس

گلڈ ہال (Guild Hall)

لندن 11/ فروری 2014ء

مذاہب عالم کی یہ کانفرنس عہد خلافت خامسہ کا ایک ایسا تاریخ ساز واقعہ بن گئی جس کی معدودے چند مثالیں جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ملتی ہیں۔ جلسہ مذاہب عالم 1896ء کے بعد خلافت ثانیہ میں 1924ء میں ویمبلے کانفرنس اور خلافت ثالثہ میں 1977ء میں کسرصلیب کانفرنس یورپ کی سطح پر ہوئی۔ مگر الٰہی تقدیر کے موافق 2014ء کی گلڈہال کانفرنس کو عالمی سطح پر غیر معمولی وسعت، ہمہ گیری اور اثر انگیزی کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی دیرینہ خواہش پوری ہونے کے سامان ہوگئے۔

چنانچہ جماعت احمدیہ کے قیام کے سو سال پورا ہونے پر برطانیہ میں اظہار تشکر کے لئے منعقد ہونے والی یہ عظیم الشان تقریب حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی خواہش کے مطابق لندن میں ایک عالمی نوعیت کے ’’جلسہ مذاہب‘‘ کی صورت میں منعقد ہوئی جس میں 11 فروری 2014ء کو گلڈ ہال میں چھبیس 26 ممالک سے مختلف نو مذاہب (مسلمان، یہودی، عیسائی، بدھ مت، دروزی، ہندومت، زرتشتی، سکھ اور بہائی مذہب) کے دوسواسی 280 نمائندگان کے علاوہ سیاسی لیڈرز، حکومتی و سفارتی اہلکاروں، علمی و ادبی حلقوں کے افراد، میڈیا نیز مذہبی آزادی کے لئے کام کرنے والے اداروں سے تعلق رکھنے والے چارسوپچاسی 485 افراد نے شرکت کی۔ کانفرنس کا عنوان ’’اکیسویں صدی میں خدا کا تصور‘‘ تھا۔ یہ اہتمام لنڈن کے گلڈ ہال کی اس مشہور و معروف عمارت میں تھا جہاں یاجوج ماجوج نام کے دو مجسمے بھی ہیں۔ گزشتہ کئی صدیوں سے اس عمارت میں ملکہ برطانیہ کے شاہی خاندان کے علاوہ دیگر اہم ترین ملکی و عالمی تقریبات کا انعقاد ہوتا رہا ہے۔ عمارت کے نچلے حصہ East and West Crypt میں جماعت احمدیہ کے تعارف پر مشتمل ایک تعارفی نمائش کا بھی انتظام تھا۔

مشہور شخصیات کے پیغامات

دنیا کی اہم ترین شخصیات نے کانفرنس کے لئے اپنے پیغامات بھجوائے۔

ملکہ برطانیہ جو چرچ آف انگلینڈ کی سربراہ اور Defender of the Faith ہیں کے پرائیوٹ سیکرٹری نے لکھا کہ ملکہ عالیہ انگلستان کے لئے جماعت احمدیہ انگلستان کی طرف سے اپنے صد سالہ جشن کے موقع پر Guildhall میں اس عظیم الشان جلسہ ہائے مذاہب عالم کا انعقاد باعث مسرت ہے۔

عزت مآب وزیر اعظم برطانیہ David Cameron کا یہ پیغام انگلستان کے اٹارنی جنرل Rt Hon Dominic Drieve QC MP نے پڑھا کہ ’’میں احمدیہ مسلم جماعت کو دنیا میں امن کے قیام کے لئے مختلف مذاہب کے نمائندگان کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنے کے لیے دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔‘‘

گھانا کے صدر مملکت John Dramani Mahama کا پیغام لندن میں گھانا کے ہائی کمشنر HE Prof Kwaku Danso Boafo نے پڑھتے ہوئے کہا کہ ’’ہمیں اس موقع پر ایک مرتبہ پھر یہ باور کرایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر دنیا میں بھیجے جنہوں نے دنیا میں موجود تمام رنگ ونسل کے لوگوں کو بلاتفریق یہ پیغام دیا کہ انسان کو پُرعزم، منظم اور باہمی رواداری کے طریقوں سے زندگی گزارنی چاہئے۔‘‘

عزت مآب جناب دلائی لاما کا پیغام ان کے نمائندہ Geshe Tashi Tsering نے پڑھتے ہوئے کہا کہ ’’میں جماعت احمدیہ کی طرف سے برطانیہ میں 11 فروری 2014ء کو منعقد ہونے والی مذاہب عالم کی اس کانفرنس کو منعقد کرنے کے جرأت مندانہ اقدام کو سراہتا ہوں، میں یقین رکھتا ہوں کہ اس قسم کے جلسے بہت دوررس نتائج کے حامل ہوتے ہیں۔‘‘

کانفرنس کی اہم تقاریر

چیف ربائی اسرائیل کے نمائندے Rabbi Professor Daniel Sperbe نے کہا کہ ہم جس معاشرے میں رہ رہے ہیں وہاں ظاہری ترقی کو ایک بہت بلند کامیابی تصور کیا جاتا ہے۔ سینئر منسٹر آف اسٹیٹ Rt Hon Baroness Saeeda Warsi نے کہا کہ یہ کانفرنس جماعت احمدیہ کی وسعتِ حوصلہ، کشادہ دلی، کشادہ نظری اور اعلیٰ ظرفی کی آئینہ دار ہے کہ آپ لوگوں نے عالمی نوعیت کی ایک ایسی تقریب کا انعقاد کیا ہے جس میں صرف اپنی جماعت کے عقائد پیش کرنے کی بجائے تمام مذاہب کے نمائندگان کو اپنا اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کی دعوت دی ہے۔

امریکہ سے خاص طور پر اس کانفرنس میں شریک ہونے والی USCIRF کی وائس چیئرمین Dr Katrina Lanto Swett نے کہا کہ ’’آج آپ کے ساتھ شامل ہونے کا جو موقع مل رہا ہے اس پر میں بہت خوشی اور اعزاز محسوس کررہی ہوں۔‘‘

دروز کمیونٹی اسرائیل کے روحانی پیشوا Sheikh Muawafak Tareef نے کہا کہ ’’ہم ایک ایسی قوم ہیں جن کے ارضِ مقدس میں بسنے والے تمام مذاہب کے ساتھ مضبوط تعلقات ہیں۔ میں امام جماعت احمدیہ کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اور اُن کی جماعت نے مجھے اس کانفرنس میں شمولیت کی دعوت دی۔‘‘

کیتھولک چرچ کے آرچ بشپ Kevin Mcdonald نے کہا کہ ’’مجھے مذاہب عالم کی اس کانفرنس میں شمولیت کرکے اور کیتھولک چرچ کی نمائندگی میں اپنی تقریر پیش کرکے انتہائی خوشی ہو رہی ہے۔‘‘ انہوں نے پوپ کی کیبنٹ میں شامل Council for justice and peace کے صدر Cardinal Peter Turkson کا پیغام سنایا کہ اس محفل کی خاص بات یہ ہے کہ دنیا بھر سے مختلف مذاہب کے نمائندگان اکٹھے ہوکر دنیا میں امن کے قیام کے لئے بات کر رہے ہیں۔

ہندو کونسل یو کے کے چیئرمین Umesh Chandar Sharma نے کہا کہ ’’آج کا عنوان بہت دلچسپ ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم سب اس پر متفق ہیں کہ اس کائنات میں خدا کا وجود ہے۔‘‘

سیکرٹری آف اسٹیٹ فار کمیونیٹیز Rt Hon Eric Pickles MP، انگلستان میں قائم کردہ APPG on international religious freedom کی چیئرمین Borness Berridge نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

حضور انور کا صدارتی خطاب

جلسہ مذاہب عالم میں اسلام کے نمائندہ کے طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے پینتیس 35 منٹ کے صدارتی خطاب میں اسلام کی پرامن تعلیم کو نہایت پرحکمت انداز میں پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام کی تمام جنگیں دفاعی تھیں۔ کسی گروپ کی شدت پسندانہ سرگرمیوں کو اسلام سے منسوب کرنا درست نہیں۔ آج دنیا کی اہم ترین ضرورت امن کا قیام اور خدا کی معرفت حاصل کرنا ہے۔ دنیا ایک ناقابل تصور تباہی کے دہانے پر ہے جس سے بچنے کا واحد حل صرف خدا کی طرف رجوع کرنا ہے۔ جلسہ مذاہب عالم میں حضور انور کے اس اہم دلنشین اور اثر انگیز خطاب کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس موقع پر فرمایا:

’’سب سے پہلے تو اس موقع پر میں تمام معزز مہمانان کا اس تقریب میں شامل ہونے پر شکریہ ادا کرنا چاہوں گا۔ بالخصوص ان مہمان مقررین کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے نہایت قلیل وقت میں اپنے عقائد اور نظریات بیان کئے۔ میں سمجھ سکتا ہوں کہ اتنے کم وقت میں اپنے عقائد بیان کرنا ممکن ہے اس لئے ہمارے معزز مہمان شائد وہ سب کچھ بیان

نہ کر پائے جو وہ کرنا چاہتے تھے۔ بہرحال مختلف پس منظر سے تعلق رکھنے والے لوگوں کا ایک جگہ اکٹھا ہونا ثابت کرتا ہے کہ ہم سب جو مختلف مذاہب کے پیروکار ہیں مشترکہ مقصد اور آرزو کے باعث ایک دوسرے سے بندھے ہوئے ہیں۔ اور یہ مشترکہ مقصد یہی ہے کہ زمین و آسمان کے خالق کی مخلوق جس میں انسان کو اشرف المخلوقات سمجھا گیا ہے کی زندگیوں میں بہتری پیدا کرنے کیلئے کام کیا جائے۔

گزشتہ سال جماعت احمدیہ یوکے کی صد سالہ جوبلی منانے کیلئے مختلف تقریبات کا انعقاد ہوتا رہا ہے لیکن آج کی تقریب تمام تقریبات میں سب سے بہتر ہے۔ اس دور میں لوگوں کو خدا تعالیٰ کی اہمیت کے متعلق بات کرنے کیلئے ایک مشترک پلیٹ فارم مہیا کرنے کیلئے یہ تقریب ایک بہترین ذریعہ ہے۔ پس جنہوں نے اس تقریب کا انتظام کیا ہے وہ بھی ہمارے شکریہ کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ میں بالخصوص ذاتی طور پر اس لئے بھی مشکور ہوں کیونکہ آج شام کی اس تقریب کے ذریعہ مجھے بہت سے نئے لوگوں کا تعارف حاصل ہوا ہے۔۔۔

تشکر کے یہ جذبات میری توجہ اس خدا کی طرف لے جاتے ہیں جس نے میرے مذہب کی تعلیمات کے مطابق انسان کو ہر موقع پر اپنے ساتھی کا شکریہ ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اگر کوئی آپ کے ساتھ رحم دلی کا سلوک کرے تو ضروری ہے کہ آپ تشکر کا اظہار کریں کیونکہ خدا تعالیٰ کی شکرگزاری کا ایک لازمی تقاضا انسان کا شکریہ ادا کرنا ہے۔ پس اسلام خدا تعالیٰ کا یہ تصور پیش کرتا ہے۔ یقیناً وہ شخص جو اسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل پیرا ہے اور خدا تعالیٰ پر حقیقی ایمان رکھتا ہے اگر وہ مخلص ہو کر صرف اسی تعلیم پر عمل کرے تو اسے علم ہوگا کہ اس کا شکریہ ادا کرنا معاشرہ میں پیار اور محبت پھیلانے کا ذریعہ ہے بالکل اسی طرح جیسے ایک شگفتہ پھول ہر آن اپنے گردو نواح میں خوبصورتی اور خوشبو بکھیرتا ہے۔۔۔

اگر ہم میں سے ہر ایک اس طریق پر عمل کرے تو عین ممکن ہے کہ دنیا میں مختلف ادوار اور واقعات کی وجہ سے طرح طرح سے پیدا ہونے والی جلی کٹی نفرتیں اور اختلافات یکسر ختم ہو جائیں۔ اور محبت اور امن ہمیشہ کیلئے ان نفرتوں کی جگہ لے لے۔

بعض لوگ شاید گمان کریں کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ صرف خیالی باتیں ہی ہیں اور عملی طور پر اس کا حصول ناممکن ہے۔ لیکن جب ہم مذہب کی طویل تاریخ دیکھتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کس قدر محبت اور شفقت سے بھرپور معاشرہ دیکھنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ ہم انہی مقاصد کو حاصل کرنے والے بنیں اور اخلاق کی بلندیوں کو چھولیں۔ انہی باتوں کی وجہ سے خدا تعالیٰ دنیا میں ہر جگہ مسلسل اپنے راستباز انبیاء اور خلفاء بھیجتا رہا ہے۔ یہ انبیاء بنی نوع انسان کی اصلاح اور تمام لوگوں کے بیچ محبت، پیار اور بھائی چارہ پیدا کرنے کیلئے بھیجے گئے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے خلفاء اسی غرض سے بھیجے کہ لوگ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کریں۔۔۔

خدا تعالیٰ کے انبیاء، اور برگزیدہ لوگوں نے اپنے گرد ایسے لوگوں کی جماعتیں اکٹھی کیں جنہوں نے اللہ کی تعلیم کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کی کوشش کی جبکہ ان انبیاء کو قبول نہ کیا ان کا افسوسناک انجام ہوا۔ جب بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر مبعوث فرمائے تو ہر ایک نے انہیں قبول نہ کیا بلکہ بعض لوگ ایسے بھی تھے جنہوں نے مذہب کی مخالفت کی اور اس سے انحراف کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ نبوت کا مدعی صرف لوگوں کے دلوں میں خوف ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے جبکہ اصل میں کسی ایسے خدا پر ایمان لانے

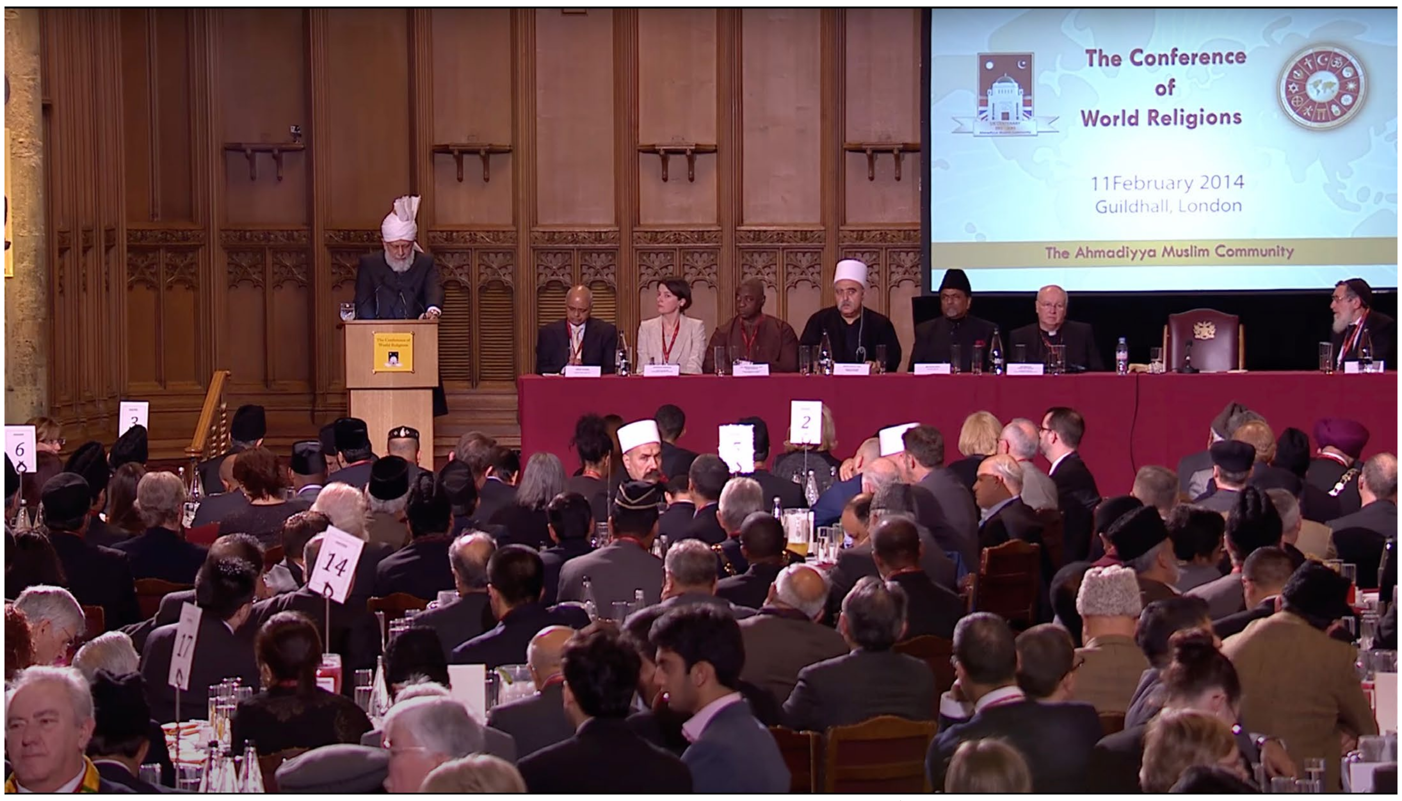

کی کوئی ضرورت نہیں جو تمام طاقتوں کا مالک ہے۔ لیکن ایسے تمام لوگ جنہوں نے خدا تعالیٰ کا انکار کیا اور انبیاء کی مخالفت کی ہمیشہ کیلئے تباہ و برباد کر دیے گئے۔۔۔

قرآن کریم نے ایسے لوگوں کے واقعات بیان کئے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے دور ہونے کی وجہ سے بے شمار مصائب و آلام میں گرفتار ہو گئے اور بالآخر تباہ و برباد ہو گئے لیکن اس کے مقابلہ پر وہ لوگ جنہوں نے خدا کے ساتھ قریبی تعلق پیدا کیا وہ ہمیشہ کامیاب و کامران رہے۔ ایسے واقعات کا بیان صرف قرآن کریم میں نہیں بلکہ دیگر مذاہب کے صحیفوں میں بھی موجود ہے۔ ان واقعات کو پڑھ کر یا سن کر ہم یہ سوچنے اور سوال کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ کیا یہ واقعات محض قصے اور کہانیاں ہی ہیں یا ان واقعات کی بنیاد واقعی حقیقت پر قائم ہے؟ کیا واقعی وہ نتائج سامنے آئے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ لوگوں نے خبردار کیا تھا؟ کیا وہ نشان پورے ہوئے جن کا اللہ تعالیٰ کے انبیاء نے اعلان کیا تھا؟ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں کو واقعی انعامات اور اپنی رحمتوں سے نوازا؟ کیا انبیاء کی تعلیمات کے نتیجہ میں وہ لوگ جو خدا پر ایمان لائے ایک ایسے راستہ پر گامزن ہوئے جو دوسروں کے لئے محبت اور شفقت سے مرصع تھا؟

میں اتنے مختصر وقت میں ہر ایک پہلو کو گہرائی میں جا کر تو بیان نہیں کر سکتا لیکن اس حقیقت کی گواہی دیتا ہوں کہ مذاہب کی تاریخ میں ان تمام سوالات کے جوابات حتمی طور پر ''ہاں'' میں دیے ہیں۔ وہ مقدس کتاب جس پر میں ایمان رکھتا ہوں واضح طور پر ہمیں بتاتی ہے کہ یہ تمام واقعات سچے ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کو ایک مقصد سونپ کر مبعوث فرماتا ہے کہ وہ بنی نوع انسان کا خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک قریبی تعلق قائم کر کے انہیں ممکنہ اعلیٰ روحانی معیاروں پر فائز کر دیں۔ تعلق باللہ کے ذریعہ انسان نہ صرف حقوق اللہ کی ادائیگی کرتا ہے بلکہ اعلیٰ اخلاقی اقدار کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق بھی ادا کرتا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں انسان کو اشرف المخلوقات کہا ہے۔۔۔

پس یہ دونوں بنیادی تعلیمات ایسی ہیں کہ جس معاشرہ میں بھی ان کا قیام ہوگا اور جو لوگ ان پر عمل کریں گے وہ نہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں گے بلکہ پیار، محبت اور بھائی چارہ کو فروغ دینے والے بھی ہوں گے۔ بطور مسلمان میرا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا کی اصلاح اور بنی نوع انسان میں ان عظیم اقدار کے قیام کیلئے مبعوث فرمایا ہے۔۔۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی اصلاح کی خاطر اس مقدس پیغام کی تبلیغ کیلئے دن رات ایک کر دیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوششیں صرف تبلیغ تک محدود نہ تھیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات اپنے خدا کے حضور سجدہ ریز ہو کر اس قدر گریہ وزاری کے ساتھ دعا کرتے کہ سجدہ گاہ آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ کیا وجہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر اخلاص کے ساتھ دعا مانگتے؟ اس کے پیچھے دولت اور طاقت کے حصول کی کوئی ذاتی غرض نہ تھی۔ یہ دعائیں کسی حکومت کے انتظام و انصرام پر قابض ہونے کیلئے نہ تھیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے کی جانے والی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر دعا میں یہی گریہ وزاری ہوتی کہ کیا وجہ ہے کہ لوگوں کی روحانی و اخلاقی اصلاح نہیں ہو رہی؟ لوگ گناہوں اور برائیوں کو کیوں ترک نہیں کر رہے؟ اور ان برائیوں اور گناہوں کی وجہ سے لوگ کیوں اپنے آپ کو تباہی کے گڑھے میں دھکیل رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا اس قدر گہرا غم اور صدمہ تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اضطراب اور بے چینی اتنی بڑھ چکی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم میں براہ راست مخاطب ہوتے ہوئے پوچھا کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کے غم سے کہ لوگ آپؐ کے پیغام کو سنتے نہیں اور اس کی طرف توجہ نہیں کرتے اپنی جان کو ہلاک کر لیں گے؟۔۔۔

مگر اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جو دل سے نکلی ہوئی اور خلوص سے بھری ہوئی دعاؤں کو سنتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کو بھی سنا۔ تاریخ گواہ ہے کہ جاہل، گنوار، شرابی، زانی، قمار باز، چور اور ہر قسم کی برائی میں مبتلا لوگ ان تمام برائیوں سے چھٹکارا حاصل کرنے والے بن گئے اور اعلیٰ اخلاقی اقدار نے ان برائیوں کی جگہ لے لی۔ وہ تمام لوگ بدل گئے۔ انہوں نے خدا تعالیٰ کے ساتھ بھی نہ ٹوٹنے والا تعلق قائم کر لیا۔ کوئی بھی دنیاوی طاقت اس قسم کا روحانی انقلاب پیدا نہیں کر سکتی۔۔۔

دنیاوی اعتبار سے دیکھا جائے تو ابتدائی مسلمان نہایت کمزور تھے اور جو تھوڑی بہت طاقت حاصل کی بھی تو بہت بعد میں۔ ابتدائی دور میں مسلمان انتہائی غریب نادار اور بے سروسامان تھے لیکن اس کے باوجود اپنے پرجوش اور خالص ایمان اور خدا تعالیٰ کے ساتھ قریبی تعلق کی وجہ سے اس کی راہ میں زندگیاں قربان کرنے کیلئے ہمیشہ تیار تھے۔ انہوں نے قربانی کے اعلیٰ معیار قائم کئے اور ان کو خدمت انسانیت کا شوق اس قدر تھا کہ دوسروں کی مدد کے لئے اپنے گھروں میں موجود تمام تر ساز و سامان

ان کو دینے کے لئے تیار ہے۔۔۔

اگر ہم ان کی ایمان لانے سے قبل اور ایمان لانے کے بعد کی زندگیوں کا موازنہ کریں تو بلاشبہ ان کے دلوں میں ایک عظیم الشان انقلاب رونما ہوا جو خدا کو سمجھنے اور اس کا ادراک حاصل کرنے کی وجہ سے تھا۔ وہ لوگ خدا تعالیٰ کی تائید ونصرت کے واضح نشانات دیکھنے لگے۔ یہ روحانی انقلاب محض ایک اتفاق نہ تھا یا یہ کسی دنیاوی مقصد کے حصول کی خاطر نہ تھا بلکہ انہوں نے از خود مشاہدہ کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں دوسروں کیلئے محبت کے فقید المثال جذبات موجود ہیں حتیٰ کہ اسلام کے شدید ترین اور سفاک ترین مخالف بھی اس سچائی پر ایمان لانے کیلئے تیار ہوگئے۔ وہ اس صداقت پر گواہ ٹھہرے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ظلم نفرت اور سفاکانہ حملوں کا جواب صرف اور صرف عفو، رحم اور شفقت سے دیا۔ وہ اس صداقت پر گواہ ٹھہرے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے ان مخالفین پر جنہوں نے اسلام کو نیست ونابود کرنے کیلئے کوئی کسر نہ چھوڑی تھی فتح حاصل کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی متانت اور درگزر کرتے ہوئے ان سے فرمایا کہ میری تم لوگوں سے کوئی ذاتی دشمنی نہ ہے۔ میں تمہارے اس ظلم وستم کا بدلہ نہیں چاہتا جو ماضی میں تم ہم پر کرتے رہے۔ اگر اس بات کی یقین دہانی کراؤ کہ امن وسکون کے ساتھ اپنی زندگیاں گزارو گے تو تمہیں مکہ میں رہنے کی کھلی آزادی ہے اور عقائد اور مذہبی اختلاف کی وجہ سے تم سے ظلم اور ناانصافی نہیں کی جائے گی۔۔۔

جب اسلام کے ان گنت مخالفین نے اس عدیم المثال سخاوت کو دیکھا تو ان کے پاس سرتسلیم خم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ صرف ایک مثال دیتا ہوں۔ عکرمہ نامی اسلام کا ایک مخالف جس نے مسلمانوں پر بے انتہا ظلم ڈھائے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو دیکھ کر بے اختیار کہنے لگے کہ صرف وہی شخص اس قدر شفقت کا اظہار کرسکتا ہے جو فی الحقیقت خدا کی طرف سے ہو اور جس کا پیار بنی نوع انسان کیلئے عدیم المثال ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسوہ کو دیکھ کر دشمنانِ اسلام نے بار بار اور کھلے عام اظہار کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی شریعت بلاشک وشبہ سچی ہے اور قرآن کریم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو رحمۃ للعالمین کا خطاب دیا ہے وہ بالکل برحق ہے۔ انہوں نے تسلیم کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کے ذرے ذرے سے انسانیت کیلئے محبت اور رحم چھلکتا ہے۔ انہوں نے کھلے عام اس بات کا اظہار کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل رحم کے اعلیٰ معیاروں کی تمثیل ہے اور خدا تعالیٰ کے کلام کی سچائی کا ثبوت ہے۔۔۔

رحم کی ان تعلیمات کے حوالہ سے ایک سوال یا اعتراض بھی پیدا ہوسکتا ہے بلکہ بعض غیر مسلموں کی طرف سے اکثر یہ اعتراض اٹھایا بھی جاتا ہے کہ اگر اسلام دوسروں سے ہمدردی اور پیار کرنے کی تعلیم دیتا ہے اور اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فی الحقیقت رحمۃ للعالمین تھے تو پھر مذہبی جنگیں کیوں لڑی گئیں؟ اس کا جواب جاننے کیلئے ضروری ہے کہ اسلام کی ابتدائی تاریخ سے واقفیت ہو۔۔۔

اس حوالہ سے دو اہم باتیں ذہن میں رکھیں۔ اول یہ کہ تاریخ اس حقیقت پر گواہ ہے جسے انصاف پسند مستشرقین بھی مانتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ کے بعد ابتدائی سالوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مکہ میں لامذہب اور بت پرستوں کی جانب سے انتہائی سفاکانہ اور بہیمانہ مظالم کا سامنا کرنا پڑا۔ بلکہ رسول کریم صلی اللہ کے صحابہ بشمول مرد، عورتوں اور بچوں نے اپنی زندگیاں گنوا دیں۔ بعض ایسی مثالیں ملتی ہیں جہاں مسلمان عورتوں کی ایک ٹانگ کو ایک اونٹ اور دوسری ٹانگ کو دوسرے اونٹ کے ساتھ باندھ کر ان اونٹوں کو مخالف سمتوں میں بھگایا گیا جس کی وجہ سے ان کے جسموں کو ٹکرے کر کے دو علیحدہ علیحدہ حصوں میں کاٹ کر رکھ دیا۔ فی الحقیقت ان مظالم کی تو ایک لمبی فہرست ہے لیکن میں ان سب کا یہاں ذکر نہیں کر پاؤں گا۔ مگر مسلمانوں نے اس قدر بہیمانہ ظلم وبربریت سے گزرنے کے باوجود نہ تو کھلے عام اور نہ ہی پوشیدہ طور پر کسی قسم کا بدلہ لینے کی کوشش کی۔ بلکہ سالوں اس نا ختم ہونے والے اور اذیت ناک مظالم سہنے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر صحابہ کرام مکہ سے ہجرت کر کے چلے گئے۔ بعض مسلمان رہنے کیلئے مدینہ چلے گئے اور بعض دوسری جگہوں کی طرف ہجرت کر گئے۔ مدینہ میں جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے گئے ایک بڑی تعداد میں لوگوں نے اسلام قبول کرلیا۔ مگر کفار مکہ سے یہ بات بھی برداشت نہ ہوئی کہ مسلمان آرام وسکون سے رہنے لگ گئے ہیں۔ چنانچہ ہجرت کے صرف اٹھارہ ماہ بعد ہی انہوں نے مدینہ کے مسلمانوں پر جنگی ساز وسامان سے لیس ایک ہزار فوجیوں کے لشکر کے ساتھ حملہ کر دیا۔ ان کے مقابلہ پر مسلمانوں کی فوج صرف تین سو افراد پر مشتمل تھی اور سوائے چند ایک تلواروں اور کمانوں کے ان کے پاس کچھ بھی سامان حرب نہ تھا۔ اگر ان دونوں فوجوں کی طاقت کا باہمی موازنہ کیا جائے تو بلاشک وشبہ مسلمانوں کے پاس سب سے بہترین راستہ یہی تھا کہ وہ مقابلہ کرنے اور اپنا دفاع کرنے کی بجائے پیچھے ہٹ جاتے اور اپنی زندگیوں کو بچاتے۔ لیکن اس وقت اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمن سے لڑنے کا حکم دیا۔ اس کا ذکر قرآن کریم کی سورۃ الحج کی آیات 40-41 میں ملتا ہے جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

’’ان لوگوں کو جن کے خلاف قتال کیا جا رہا ہے (قتال کی) اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کئے گئے۔ اور یقیناً اللہ ان کی مدد پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ یعنی وہ لوگ جنہیں ان کے گھروں سے ناحق نکالا گیا محض اس بنا پر کہ وہ کہتے تھے کہ اللہ ہمارا رب ہے۔ اور اگر اللہ کی طرف سے لوگوں کا دفاع ان میں سے بعض کو بعض دوسرے سے بھڑا کر نہ کیا جاتا تو راہب خانے منہدم کر دیئے جاتے اور گرجے بھی اور یہود کے معابد بھی اور مساجد بھی جن میں بکثرت اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ اور یقیناً اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے۔‘‘۔۔۔

ان آیات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جب ان لوگوں کو جنہیں نہایت سنگدلی کے ساتھ نشانہ بنایا گیا تھا۔ جنگ کی اجازت دی گئی تو یہ اجازت صرف ان کے اپنے دفاع کیلئے تھی بلکہ تمام مذاہب کی حفاظت کیلئے تھی۔ یعنی دوسری وجہ جس کیلئے جنگ کی اجازت دی گئی تھی وہ یہ تھی کہ اگر ظالموں کو زبردستی روکا نہ جاتا تو مذہب کے مخالفین نہ تو عیسائیوں کو سکون سے رہنے دیتے، نہ یہودیوں کو، نہ مسلمانوں کو اور نہ ہی کسی اور مذہب کے ماننے والوں کو۔ سچ تو یہ ہے کہ اسلام کے مخالفین تمام امن پسند لوگوں کو ختم کرنا چاہتے تھے اور ذاتی اغراض کی بناء پر دنیا کو فتنہ وفساد میں ڈالنا چاہتے تھے۔۔۔

یہی وہ پس منظر تھا جس کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فرمایا کہ وہ خوف نہ کھائیں۔ مکہ کی طاقتور فوج شکست کھا جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مدد مسلمانوں کے ساتھ ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ چند ایک نہتے مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی تائید سے اپنے ان مخالفین کو شکست سے دوچار کر دیا جو دنیا کا امن تباہ کرنا چاہتے تھے۔ جہاں ایک طرف یہ مسلمانوں کی فتح تھی تو دوسری طرف یہ ہر اُس شخص کی بھی فتح تھی جو دنیا میں امن قائم کرنا چاہتا ہے۔ یہ ہر اُس شخص کی فتح تھی جو انسانی اقدار کو ہمیشہ قائم رکھنا چاہتا ہے اور بیان تمام لوگوں کی فتح تھی جو یقین رکھتے ہیں کہ مذہب دنیا میں قیام امن اور بھلائی کا محرک ہے۔۔۔

تاریخ سے ثابت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے دوران اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں خلفائے راشدین کے ادوار میں جو جنگیں لڑی گئیں وہ صرف ظلم کے خاتمہ اور دنیا میں امن کے قیام کی خاطر لڑی گئیں۔ ان جنگوں کا مقصد ہرگز دوسروں پر ظلم وستم کرنا اور دوسروں کے ساتھ ناانصافی کرنا نہیں تھا۔ جب خلفائے راشدین کا دور ختم ہوا تو ان کی جگہ بادشاہت قائم ہوگئی۔ بدقسمتی سے اس بادشاہت کے دور میں اکثر جنگیں سیاسی اور دنیاوی مقاصد کی خاطر لڑی گئیں۔ لیکن یہ واضح رہے کہ ایسی جنگیں جو سلطنتوں کو وسعت دینے اور طاقت بڑھانے کیلئے لڑی گئیں وہ کسی بھی طور پر قرآن کریم میں دی گئی۔ اسلامی تعلیمات سے مطابقت نہ رکھتی تھیں۔۔۔

اسی طرح آج کل مسلمان حکومتوں یا مخالف باغی گروہوں کی حرکتوں کے بارہ میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ کسی بھی طرح یا کسی بھی رنگ میں اسلامی تعلیمات کی عکاسی کرتی ہیں۔ میں بغیر کسی تردّد کے کہہ رہا ہوں کہ آجکل بعض شدت پسند مسلمانوں کے اعمال جو وہ اسلام کے نام پر کرتے ہیں نہ صرف اسلام کا نام بلکہ مذہب کا نام بھی بدنام کر رہے ہیں۔ اگر لوگ اس قسم کے مذہبی نظریات کو ماننے لگ جائیں تو پھر صاف ظاہر ہے کہ مذہب یا خدا کا نام دنیا میں قیام امن کیلئے مثبت کردار ادا نہیں کرسکتا۔ بلکہ ہمیں تو یہ ماننا پڑے گا کہ وہ لوگ صحیح ہیں جو کہتے ہیں کہ مذہب دنیا میں فساد پھیلانے کی وجہ ہے۔۔۔

تاہم جب میں آخری زمانہ کے متعلق پیشگوئیوں اور قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دی گئی رہنمائی کو دیکھتا ہوں تو میرا اپنے مذہب پر یقین بڑھ جاتا ہے۔ قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ ایک ایسا وقت آئے گا جب مسلمان اسلام کی اصل تعلیمات کو بھول جائیں گے اور قرآن کی پیروی نہیں کریں گے۔ مزید فرمایا کہ ایسے مسلمان جو اپنے آپ کو عالم اور رہنما کہتے ہوں گے وہ حقیقت میں فتنہ وفساد اور بدعنوانی کا ذریعہ ہوں گے۔ آج ہم بعینہٖ یہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ جب میں ان سب باتوں کو دیکھتا ہوں تو میرے ایمان میں کمی نہیں بلکہ اضافہ ہوتا ہے۔ میں نہ تو مایوس ہوتا ہوں اور نہ ہی ناامید۔ کیونکہ قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دور کی خوفناک حالت کی پیشگوئی فرمائی تھی تو اسکے ساتھ بشارت بھی دی تھی کہ حقیقی اسلام کے احیائے نو کیلئے مسلمانوں میں سے ہی ایک ایسا شخص مبعوث کیا جائے گا جو مسیح موعود اور امام مہدی (یعنی ہدایت یافتہ) ہوگا۔ وہ ہر قسم کی مذہبی جنگ کو موقوف کرنے کیلئے بھیجا جائے گا اور وہ معاشرے کی ہر سطح پر موجود ہر قسم کے ظلم وستم کو امن اور ہم آہنگی سے بدل دے گا وہ ان عظیم مقاصد کے حصول کیلئے انتھک محنت کرے گا اور اپنے پیروکاروں میں اسلام کی سچی روح پھونکے گا۔ اور وہ سچی روح قرآن کریم کی اس آیت میں بیان ہوئی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے: ’’اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ

تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔۔۔

پس یہ آیت ہمیشہ عدل و انصاف پر قائم رہنے کی ضرورت کو بیان کرتی ہے۔ عدل وانصاف کے جس معیار کا تقاضہ کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اگر آپ کو اپنے خلاف یا اپنے والدین یا پیاروں کے خلاف بھی گواہی دینی پڑے تو آپ بغیر کسی تردّد کے دو کیونکہ انصاف ہی قیامِ امن کا ضامن ہے۔ پس یہی دو معیار ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تعلیم دی۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اتنا عظیم معیار واقعی حاصل کیا جاسکتا ہے؟۔۔۔

جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے دور کے بارہ میں پیشگوئی فرمائی ہے جب فتنہ، فساد اور بدعنوانی دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی اور ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں کہ یہ پیشگوئی کس طرح من وعن پوری ہوچکی ہے۔ درحقیقت یہ ایک کھلا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی صداقت واضح طور پر آشکار ہوگئی ہے۔ پس اسی طرح جہاں مسیح موعود اور امام مہدی علیہ السلام کے ذریعہ ایمان کا احیائے نو ہو گا وہاں انصاف کا یہ اعلیٰ معیار بھی دنیا میں قائم ہوجائے گا جس کے مطابق کسی قوم کی دشمنی عدل وانصاف کے قیام میں کوئی روک ثابت نہ ہوگی۔۔۔

ہم احمدی مسلمان خوش قسمت ہیں کہ ہم ان پیشگوئیوں پر نہ صرف یقین رکھتے ہیں بلکہ ہمارا پختہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس شخص نے آنا تھا وہ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی صورت میں آچکا ہے۔ ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کے احیائے نو کا جو آغاز فرمایا تھا وہ نظام خلافت جو ایک روحانی نظام ہے کے ذریعہ آج بھی جاری ہے۔۔۔

خدا تعالیٰ کی تائید ونصرت اور آپ کے حق میں ان گنت آسمانی نشانوں کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ثابت ہوچکی ہے۔ ان نشانوں میں ایک نشان یہ بھی تھا کہ انسان کے اپنے خالق کو بھلا دینے کی وجہ سے اور دنیا میں وسیع پیمانے پر فتنہ وفساد پھیلنے کی وجہ سے زلزلوں اور دیگر قدرتی آفات میں اضافہ ہوجائے گا۔ تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ گزشتہ صدی میں آنے والی قدرتی آفات کی تعداد پہلی صدیوں میں آنے والی آفات کی نسبت کہیں زیادہ ہے۔ ایک اور نشان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زار روس کے بارہ میں پیشگوئی کا تھا۔ یہ پیشگوئی کی گئی کہ زار کے ظلم وستم کی وجہ سے اس کا تختہ الٹ جائے گا۔

چنانچہ تاریخ نے ثابت کردیا کہ یہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی۔ پھر تیسری پیشگوئی دنیا کی جنگوں کے بارہ میں تھی۔ ہم دو عالمی جنگیں تو دیکھ چکے ہیں۔ پس اگر ہم نے اپنی حالتوں کو درست نہ کیا اور اپنے خالق کو نہ پہچانا تو ہم اس قسم کی مزید جنگیں اور ان کے ہولناک نتائج دیکھیں گے۔ ان تمام پیشگوئیوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نذیر تھے جو انسان کی اصلاح اور اس کو صراط مستقیم پر چلانے کیلئے مبعوث ہوئے۔

پھر یہ بھی واضح ہے کہ ہندوستان کے ایک چھوٹے اور دور دراز قصبے میں رہنے والا ایک دعویدار ساری دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نصرت کے بغیر شہرت حاصل نہ کرپاتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر وہ اپنے بعد اتنی کامیاب جماعت چھوڑ کر نہ جاتا۔ ایک ایسی جماعت جو نظام خلافت سے مضبوطی کے ساتھ جڑے ہونے کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو ساری دنیا میں پھیلا رہی ہے۔ اور آپ علیہ السلام کا مشن یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ اور بنی نوع انسان کے درمیان ایک رشتہ قائم کیا جائے اور انصاف کے اعلیٰ معیار قائم کرتے ہوئے حقوق العباد کی ادائیگی کی جائے۔ احمدیہ مسلم جماعت کے پاس وسائل بہت محدود ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی تائید کے بغیر یہ پیغام دنیا کے کناروں تک نہ پہنچ سکتا تھا۔

پس ایک طرف جہاں یہ ساری باتیں ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت ہیں وہاں دوسری طرف ان باتوں سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ احمدیہ مسلم جماعت کو اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت عطا کی گئی ہے۔ آج یہ جماعت احمدیہ کے لوگ ہی ہیں جو دوسروں کی مدد کیلئے عظیم مالی قربانیاں کررہے ہیں۔ بلکہ دنیا میں امن کے قیام کی کوشش میں اپنی جانیں بھی قربان کررہے ہیں۔ بعض ممالک میں ہماری جماعت پر شدید ظلم کیا جاتا ہے اور ہم پر انتہائی سفاکانہ مظالم ڈھائے جاتے ہیں۔ لیکن ہم کسی طرح بھی ایسا ردّعمل نہیں دکھاتے یا بدلہ نہیں لیتے جس سے معاشرہ کا امن خطرہ میں پڑجائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ سب صرف اس لئے ہے کہ ہم قرآن کریم کی الٰہی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں جن کی تفصیل اور اہمیت ہماری جماعت کے بانی علیہ السلام نے انتہائی کمال کے ساتھ بیان فرمائی ہے۔

پس میری دعا ہے کہ دنیا وقت کی ضرورت کو سمجھے۔ مجھے امید ہے اور دعا کرتا ہوں کہ ہم جو اس وقت مختلف مذاہب اور عقائد کی نمائندگی کر رہے ہیں اور جو عملی طور پر ان تعلیمات کا مظاہرہ کرنے کیلئے جمع ہوئے ہیں ایک خدا کی عبادت کریں گے اور انصاف کے ساتھ اس کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کریں گے۔ یقیناً تمام مذاہب کی یہی حقیقی تعلیم ہے۔

ہمیں اپنے تمام تر ذرائع اور قابلیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ایک بہتر معاشرہ کو فروغ دینا ہوگا۔ خدا تعالیٰ کی مخلوق کی مدد کرنی ہوگی اور ہر سطح پر پیار، محبت اور امن کو عام کرنا ہوگا۔ آج دنیا کی اہم ترین اور فوری ضرورت یہی ہے کہ امن کا قیام کیا جائے اور خدا کو مانا جائے۔ اگر دنیا نے اس حقیقت کو سمجھ لیا تو پھر تمام چھوٹے بڑے ممالک دفاع کے نام پر اپنی جنگی صلاحیتوں کو بڑھانے کیلئے لاکھوں کروڑوں ڈالرز نہ خرچ کریں گے بلکہ وہ یہ پیسہ بھوکے کو کھانا کھلانے تعلیم عام مہیا کرنے اور ترقی پذیر ممالک میں معیار زندگی کو بہتر بنانے کیلئے خرچ کریں گے۔

اگر ہم موجودہ دور کا منصفانہ جائزہ لیں تو ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ ترقی یافتہ ممالک کی معاشیات بھی تذبذب اور غیر یقینی صورتحال کا شکار ہیں۔ عام لوگوں کی قوت خرید بہت کم رہ گئی ہے۔ حتیٰ کہ یہاں مغربی ممالک یا ترقی یافتہ ممالک میں بھی ٹیلیویژن پر انٹرویوز نشر کئے جارہے ہیں جس میں کہا جارہا ہے کہ ماضی میں فیملیاں بڑی باقاعدگی کے ساتھ باہر جاکر کھانا کھاتی تھیں لیکن اب باہر جاکر کھانا دور کی بات، لوگ بعض اوقات اپنے گھروں میں بھی بھوکے رہنے پر مجبور ہیں۔ ان کیلئے اب پہلے کی طرح کھانا پینا اور آرام دہ زندگی بسر کرنا ممکن نہیں رہا اور میں سب اسی لئے کہ ممالک اپنے رفاہ عامہ کے بجٹ پر دفاعی اور جنگی بجٹ کو زیادہ اہمیت دے رہے ہیں۔ اپنے ہی گھر میں موجود مسائل اور اپنی قوم کے لوگوں کے مسائل حل کرنے پر توجہ دینے کی نسبت ہزاروں میل دور ممالک میں افواج بھجوانے کی طرف رغبت زیادہ ہے۔

چنانچہ میں سارا فساد مذہب نہیں پھیلا رہا بلکہ یہ تو سیاسی چالوں اور سیاسی مقاصد کے نتیجہ میں پھیل رہا ہے اور اس وجہ سے ہے کہ مختلف قومیں ایک دوسرے پر اپنی برتری ظاہر کرنے میں لگی ہوئی ہیں۔ پس یہ وقت کا اہم تقاضا ہے کہ تمام لوگ اور تمام قومیں اس طرف توجہ کریں ورنہ دنیا ایک ناقابل تصور نقصان کے دہانہ پر کھڑی ہے۔ جو تباہی آج ہم دیکھ رہے ہیں اس میں سے کچھ تو ہماری اپنی پیدا کردہ ہے اور کچھ قدرتی آفات کے ہولناک نتائج کی وجہ سے ہے۔ پس اپنے آپ کو بچانے اور بنی نوع انسان کی حفاظت کی خاطر ہمیں خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے اور اس زندہ خدا کے ساتھ تعلق جوڑنے کی ضرورت ہے جس نے نہ تو موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم کو فراموش کیا اور نہ عیسیٰ علیہ السلام اور اس کے حواریوں کو فراموش کیا۔ اور نہ حقیقی مسلمانوں کو اللہ کی رحمتیں حاصل کرنے سے محروم رکھا گیا اور نہ قبولیت دعا کے مشاہدے سے محروم رکھا گیا۔

یہ ماضی کے قصے کہانیاں نہیں ہیں بلکہ خدا کی ہستی تو ہمیشہ رہنے والی ہے اور آج بھی زندہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ لوگوں کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے اور انہیں اپنے سچے نشانات دکھلاتا ہے۔ پس ہماری ذمہ داری ہے کہ اس دور کے امام کی باتوں کی طرف توجہ کریں اور حقیقی رنگ میں اپنے خدا کو پہنچانے والے بنیں۔ ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ نشانات دکھلائے اور آج بھی دکھا رہا ہے۔

آخر پر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اپنی غلطیوں کا الزام اللہ اور اپنے مذاہب پر ڈالنے کی بجائے ہمیں آئینہ دیکھنا چاہئے اور اپنی خامیوں کی تشخیص کرنی چاہئے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں تمام مہمانوں کا ایک مرتبہ پھر شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جو وقت نکال کر اس تقریب میں شامل ہوئے اور میری باتوں کو سنا۔ آپ سب کا شکریہ ہے۔''

(الفضل انٹرنیشنل 11/اپریل 2014ء صفحہ 1-2 اور 10-11)

(باقی کل ان شاءاللہ)

دعا کا تحفہ

حسناتِ دین و دنیا کے حصول کی دعا

حضرت انسؓ بن مالک سے کسی نے کہا کہ ہمارے لئے دعا کریں، حضرت انسؓ نے یہ دعا پڑھی۔ اس نے مزید دعا کا تقاضا کیا تو حضرت انسؓ نے فرمایا تم اور کیا چاہتے ہو؟ تمہارے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی تو مانگ چکا ہوں۔

(تفسیر قرطبی جزء 2 صفحہ 433)

حضرت انسؓ کی ہی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا بہت کثرت سے پڑھا کرتے تھے۔ (بخاری کتاب التفسیر)

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۲﴾ (البقرۃ:202)

اے ہمارے ربّ! ہمیں (اس) دنیا (کی زندگی) میں (بھی) کامیابی (دے) اور آخرت میں (بھی) کامیابی (دے) اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 6)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

مرتبہ:۔ظہیر احمد خان۔انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن

’’بنیادی مسائل کے جوابات‘‘

قسط 20

تسلسل کے لئے دیکھیں قسط 19 الفضل آن لائن مورخہ 28/ستمبر 2021ء

سوال:۔ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک خطبہ جمعہ میں بیان جمعۃ المبارک کے دن قبولیت دعا کی خاص گھڑی کے وقت کے بارہ میں حضور انور کے ارشاد، اسی طرح جلسہ سالانہ یوکے کے آخری دن کے خطاب میں نماز تراویح میں پورا سپارہ پڑھنے کی بجائے چھوٹی سورتیں پڑھنے کے بارہ میں حضور انور کے ارشاد کے بارہ میں مزید وضاحت چاہی؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 04 فروری 2020ء میں ان دونوں امور کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

جواب:۔ میں نے اپنے خطبہ جمعہ میں جمعہ کے روز آنے والی قبولیت دعا کی خاص گھڑی کے بارہ میں احادیث اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ارشادات کی روشنی میں بیان کیا تھا کہ ایک تو یہ بہت مختصر گھڑی ہوتی ہے اور دوسرا اس کے مختلف وقت بیان ہوئے ہیں۔ علمائے حدیث اور فقہاء نے بھی اس گھڑی کا وقت زوال آفتاب سے لیکر سورج غروب ہونے تک مختلف وقتوں میں بیان کیا ہے۔

میرے نزدیک اس گھڑی کے مختلف وقت بیان ہونے میں حکمت یہ ہے کہ جمعہ کا سارا دن ہی بہت برکت والا ہے اس لئے یہ سارا دن ہی انسان کو دعاؤں میں گزارنا چاہیئے۔

جہاں تک نماز کو مختصر کرنے کی بات ہے تو اس بارہ میں آپ نے میری دو باتوں کو آپس میں الجھا دیا ہے۔ حدیث کے حوالہ سے ایک بات میں نے یہ بتائی تھی کہ حضور ﷺ کی خدمت میں کسی نے ایک امام کی شکایت کی جو بہت لمبی نماز پڑھاتا تھا۔ اور اس پر حضور ﷺ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا۔

پھر میں نے یہ بات کی تھی کہ نماز کے مختصر کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ جلدی جلدی ٹکریں مار کر نماز پڑھی جائے اور اس ضمن میں بطور مثال میں نے سوشل میڈیا پر دکھائی جانے والی ایک نماز تراویح کا ذکر کیا تھا جس میں امام چند منٹوں میں نماز تراویح کی ساری رکعتیں پڑھا دیتا ہے۔

پس اصل بات یہ تھی کہ نہ نماز کو اتنا لمبا کرنا چاہیئے کہ مقتدی اکتا جائیں اور ان کے دل میں نماز کیلئے نفرت پیدا ہو اور نہ ہی نماز کو اس قدر مختصر کرنے کی اجازت ہے کہ وہ نماز نہیں بلکہ ٹکریں مارنا دکھائی دے۔

پھر اس کے ساتھ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ حضور ﷺ نے جس نماز کے مختصر کرنے کی ہدایت فرمائی ہے وہ فرض نماز ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ فرض نمازیں تمام مردوں پر باجماعت ادا کرنا لازم ہیں۔ اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ چونکہ مقتدیوں میں بیمار، بوڑھے، کمزور اور کام کاج پر جانے والے بھی ہوتے ہیں، اس لئے امام کی ذمہ داری ہے کہ ان سب کا خیال رکھتے ہوئے نماز کو مناسب وقت میں پڑھائے۔

لیکن نماز تراویح چونکہ نفلی نماز ہے اور اس کیلئے کوئی ایسی شرط نہیں کہ تمام لوگ ضرور اس میں شامل ہوں۔ بلکہ جو آسانی سے اس میں شامل ہو سکے اسے شامل ہونا چاہیئے اور جسے کوئی عذر ہو وہ بے شک شامل نہ ہو۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ دوسرا نماز تراویح کا آغاز حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں ہوا اور آپ نے خاص طور پر قرآن کریم کی قرأت کیلئے ہی اس کو جاری فرمایا تھا۔ اس لئے اس میں نسبتاً لمبی قرأت ہونی چاہیئے اور اگر ممکن ہو تو رمضان المبارک میں نماز تراویح میں قرآن کریم کی تکمیل کرنی چاہیئے۔

سوال:۔ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں اپنے بھائی کی وفات کا ذکر کر کے بیوہ کے سوگ نیز باقی لوگوں کے سوگ خصوصاً بھائی کی وفات پر بہن کے سوگ کے بارہ میں اسلامی احکامات دریافت کئے؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 04 فروری 2020ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطاء فرمایا۔حضور نے فرمایا:۔

جواب:۔ اسلام نے اپنے متبعین کی خوشی و غمی کے ہر معاملہ میں راہنمائی فرمائی ہے۔ چنانچہ کسی پیارے کی وفات پر صبر کرنے کی تلقین کے ساتھ اس کی جدائی کے غم کے اظہار کی بھی اجازت دی اور تمام عزیزوں کو جن میں وفات پانے والے کے والدین، بہن بھائی اور اولاد وغیرہ سب شامل ہیں، زیادہ سے زیادہ تین دن تک سوگ کی اجازت دی ہے۔ جبکہ بیوی کو اپنے خاوند کی وفات پر چار ماہ دس دن تک سوگ کی ہدایت فرمائی ہے، جس کا قرآن کریم کی سورۃ البقرہ میں ذکر ہے۔ نیز احادیث میں بھی حضور ﷺ نے مختلف مواقع پر اس کا ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت زینب بنت ابی سلمہؓ (جو حضور ﷺ کی ربیبہ تھیں) سے روایت ہے کہ میں حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت ام حبیبہؓ کے پاس گئی تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کسی ایسی عورت کیلئے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو جائز نہیں کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے سوائے شوہر کی وفات کے کہ اس پر وہ چار مہینے دس دن سوگ کرے گی۔ (راویہ کہتی ہیں) پھر جب حضرت زینب بنت جحشؓ کے بھائی کی وفات ہوئی تو میں ان کے پاس گئی۔ (اور جب ان کے بھائی کی وفات پر تین دن گزر گئے تو) انہوں نے خوشبو منگوائی اور اسے اپنے پر لگایا اور پھر کہا کہ مجھے خوشبو کی حاجت نہیں تھی مگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے خود یہ سنا ہے کہ اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کیلئے جائز نہیں کہ تین دن سے زیادہ کسی میت پر سوگ کرے۔سوائے اپنے شوہر کی وفات پر، کہ اس پر وہ چار ماہ دس دن تک سوگ کرے گی۔

(بخاری کتاب الجنائز باب إِحْدَادِ الْمَرْأَةِ عَلَى غَيْرِ زَوْجِهَا)

پس بیوہ کے علاوہ باقی تمام عزیزوں کیلئے خواہ وہ والدین ہوں، اولاد ہو یا بہن بھائی ہوں، سب کو صرف تین دن تک سوگ کی اجازت ہے، اس سے زیادہ نہیں۔

جہاں تک بیوہ کے (چار ماہ دس دن کے) سوگ کی حدود کا تعلق ہے تو اسلام نے اس میں نہ تو کسی قسم کا کوئی استثناء رکھا اور نہ ہی اس حکم میں عمر کی کوئی رعایت رکھی ہے۔ پس بیوہ کیلئے ضروری ہے کہ وہ عدت کا یہ عرصہ حتی الوسع اپنے گھر میں گزارے۔ اس دوران اسے بناؤ سنگھار کرنے، سوشل پروگراموں میں حصہ لینے اور بغیر ضرورت گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں۔ عدت کے عرصہ کے دوران بیوہ اپنے خاوند کی قبر پر دعا کیلئے جا سکتی ہے بشرطیکہ وہ قبر اسی شہر میں ہو جس شہر میں بیوہ کی رہائش ہے۔ نیز اگر اسے ڈاکٹر کے پاس جانا پڑے تو یہ بھی مجبوری کے تحت آتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی بیوہ کے خاندان کا گزارا اس کی نوکری پر ہے جہاں سے اسے رخصت ملنا ممکن نہیں، یا بچوں کو سکول لانے لے جانے اور خریداری کیلئے اس کا کوئی اور انتظام نہیں تو یہ سب امور مجبوری کے تحت آئیں گے۔ ایسی صورت میں اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ سیدھی کام پر جائے اور کام مکمل کر کے واپس گھر آ کر بیٹھے۔ مجبوری اور ضرورت کے تحت گھر سے نکلنے کی بس اتنی ہی حد ہے۔ کسی قسم کی سوشل مجالس یا پروگراموں میں شرکت کی اسے اجازت نہیں۔

سوال:۔اکیلی عورت کے حج پر جانے کے بارہ میں محترم ناظم صاحب دار الافتاء کے جاری کردہ ایک فتویٰ کے بارہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 04 فروری 2020ء میں درج ذیل ارشاد فرمایا۔حضور نے فرمایا:۔

جواب:۔میرے نزدیک حج اور عمرہ کیلئے عورت کے ساتھ محرم کی شرط ایک وقتی حکم تھا بالکل اسی طرح جس طرح اُس زمانہ میں اکیلی عورت کیلئے عام سفر بھی منع تھا، کیونکہ اُس وقت ایک تو سفر بہت مشکل اور لمبے ہوتے تھے، راستوں میں کسی قسم کی سہولتیں میسر نہیں تھیں اور الٹا سفروں میں راہزنی کے خطرات بہت زیادہ تھے۔ چنانچہ ایک موقعہ پر جب حضور ﷺ کی خدمت میں راہزنی کی شکایت کی گئی تو آپ نے آئندہ زمانہ کے پر امن سفروں کی بشارت دیتے ہوئے حضرت عدی بن حاتم کو فرمایا فَإِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ أَحَدًا إِلَّا اللّٰهَ۔ یعنی اگر تمہاری زندگی زیادہ ہوئی تو یقیناً تم دیکھ لوگے کہ ایک ہودج نشیں عورت حیرہ سے چل کر کعبہ کا طواف کرے گی، اللہ کے علاوہ اس کو کسی کا خوف نہ ہوگا۔

اسی حدیث کے آخر پر حضرت عدی بن حاتم بیان کرتے ہیں فَرَأَيْتُ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ یعنی میں نے ہودج نشین عورت کو دیکھا ہے کہ وہ حیرہ سے سفر شروع کرتی ہے اور کعبہ کا طواف کرتی ہے اور اللہ کے سوا اس کو کسی کا ڈر نہیں ہوتا۔

(صحیح بخاری کتاب المناقب)

حیرہ اس زمانہ میں ایرانی حکومت کے تحت ایک شہر تھا جو کوفہ کے قریب واقع تھا۔ اس لحاظ سے اُس زمانہ میں یہ کئی دنوں کا سفر بنتا ہے۔ پس اگر اُس زمانہ میں ایک عورت حیرہ سے چل کر کئی دنوں کا سفر کر کے مکہ خانہ کعبہ کا طواف کرنے آ سکتی ہے تو اِس زمانہ میں چند گھنٹوں کا ہوائی جہاز کا سفر کر کے ایک عورت عمرہ اور حج وغیرہ کیلئے کیوں نہیں جا سکتی؟

سوال:۔ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا ہے کہ میں نے پڑھا ہے کہ ایک مومن کیلئے ہمیشہ بھلائیاں ہی آتی ہیں لیکن دوسری طرف یہ بھی ہے کہ یہ دنیا مومن کیلئے جہنم ہے۔ اس میں کونسی بات ٹھیک ہے۔ نیز یہ کہ کیا یہ درست ہے کہ اگر ایک نماز رہ جائے تو پچھلی چالیس سال کی نمازیں ضائع ہو جاتی ہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 20 فروری 2020ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطاء فرمایا۔حضور نے فرمایا:۔

جواب:۔ درحقیقت ایک سچے مومن کو دنیاوی چیزوں میں کوئی دلچسپی نہیں ہوتی، وہ انہیں اللہ کے حکم پر صرف عارضی سامان کے طور پر ضرورت کی حد تک استعمال کرتا ہے۔ اور ہر وقت اس کی نظر اللہ تعالیٰ کے رضا اور

اس کی خوشنودی پر ہوتی ہے۔ پس ایک مومن چونکہ دنیوی چیزوں کے پیچھے نہیں بھاگتا کہ وہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد کو محو نہ کر دیں اس لئے دنیاوی لحاظ سے اس پر بظاہر تنگی آتی ہے لیکن وہ اس سے تکلیف محسوس نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر وہ اس دنیاوی تنگی کو بھی خوشی سے برداشت کر لیتا ہے۔ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا کی کہ اے میرے ربّ! قید خانہ مجھے ان دنیاوی آسائشوں اور آلائشوں سے زیادہ محبوب ہے جس کی طرف یہ خواتین مجھے بلاتی ہیں۔ (یوسف:34) اس کے مقابلہ پر ایک کافر چونکہ اس دنیا کو ہی اپنا سب کچھ خیال کرتا اور ہر وقت اسی کے پیچھے بھاگتا رہتا ہے اور دنیاوی سامانوں سے خوب حظ اٹھاتا اور وہی اس کا اوڑھنا بچھونا ہوتے ہیں۔ پس اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ دنیا مومن کیلئے قید خانہ اور کافر کیلئے جنت ہے۔

نماز کے بارہ میں آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ اگر بھول کر کوئی نماز رہ جائے تو حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب وہ نماز یاد آئے اسی وقت اسے پڑھ لیا جائے یہی اس نماز کے بھولنے کا کفارہ ہے۔ لیکن اگر جان بوجھ کر کوئی نماز چھوڑ دی جائے تو یہ بہت بڑا گناہ ہے اور اس کی معافی توبہ، استغفار اور آئندہ ایسی غلطی نہ کرنے کے عہد سے ہی ہوسکتی ہے۔

سوال: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مربیان سلسلہ جرمنی کی Virtual ملاقات مؤرخہ 15 نومبر 2020ء میں اس سوال پر کہ ہم کس طرح حضور انور کے سلطان نصیر بن سکتے ہیں؟ حضور انور نے فرمایا:

جواب: خلیفۂ وقت کا اگر سلطان نصیر بننا ہے تو دعاؤں کے بغیر نہیں بنا جاسکتا۔ اور دعاؤں کیلئے، سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کیلئے نفل ہیں۔ فرائض تو آپ لوگ ادا کرتے ہی ہیں۔ اگر نہیں ادا کریں گے تو پھر ایک مسلمان کی جو ایک بنیادی Category ہے اس میں بھی نہیں آتے۔ لیکن فرائض ادا کرنے کے بعد جو نوافل ہیں وہ اصل چیز ہیں جو آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا قرب بھی دلائیں گے۔ اور خدمت کے موقعے بھی زیادہ میسر آئیں گے۔ اور ان میں برکت بھی پڑے گی۔ اور خلیفۂ وقت کے سلطان نصیر بننے کی بھی توفیق ملے گی۔ اس لئے ہر مربی کا فرض ہے کہ کم از کم (ایک گھنٹہ تہجد پڑھے) آج کل تو ویسے بھی ایک گھنٹہ تہجد پڑھنا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ آجکل تو دو گھنٹے بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ لیکن عام حالات میں بھی ہر ایک کو کم از کم ایک گھنٹہ تو تہجد پڑھنی چاہئے۔ سوائے اس کے کہ کوئی مجبوری ہو، کوئی بیمار ہے، کوئی بوڑھا ہوگیا ہے اس کی تو اور بات ہے ناں۔ باقی تو اس کے بغیر گزارا ہی نہیں ہے۔ اس طرف خاص توجہ دیں۔ ذکر الٰہی کی طرف بھی زیادہ توجہ ہونی چاہئے۔ بجائے اس کے کہ یہ سوچتے رہیں کہ آج ہم نے فلاں سٹور میں جانا ہے، فلاں جگہ فلاں اچھی چیز آئی ہوئی ہے۔ یا میں نے فلاں دنیاوی کام کرنا ہے۔ یا فلاں جگہ مجلس جمی ہوئی ہے وہاں بیٹھنا ہے۔ اپنا وقت ضائع کرنے کی بجائے اپنی روحانیت کو بڑھانے کی طرف توجہ دیں۔ اور یہ بڑھے گی تو تبھی آپ انقلاب لاسکتے ہیں۔ نرے ترانے پڑھنے سے اور نعرے لگانے سے کبھی دنیا میں انقلاب نہیں آیا کرتے اور نہ آپ کے کاموں میں برکت پڑسکتی ہے۔ اس لئے پہلی بات تو یہ ہے کہ اپنی روحانی حالت کو بہتر بنائیں۔ اور آپ لوگ جو مربیان ہیں اپنی جماعت کے افراد کیلئے نمونہ بننے کی کوشش کریں اور ایک Role Model ہوں۔ ہر ایک آپ کو دیکھ کر کہہ سکے کہ ہاں واقعی مربی صاحب کا تعلق باللہ بھی ہے، اور توجہ بھی ہے، اور ہمدردی خلق بھی ہے، اور افراد جماعت سے پیار اور محبت کا سلوک بھی ہے۔ یہ چیزیں پیدا کریں گے تو تبھی آپ لوگوں کو کامیابیاں ملیں گی۔ اپنے لوگوں کی تربیت کر لیں تو آپ کو جماعت میں ایسے ایسے کام کرنے والے مل جائیں گے جو آپ کے مددگار ہوں گے، معاون ہوں گے اور پھر آپ کے کام میں آسانیاں پیدا ہوں گی۔

سوال: اسی ملاقات میں ایک مربی صاحب نے عرض کیا کہ حضور نے شروع میں نماز تہجد کا ذکر فرمایا ہے۔ سردیوں میں تو انسان آسانی سے تہجد کیلئے اٹھ سکتا ہے لیکن مستقل طور پر اور ان ممالک میں گرمیوں میں اس کی عادت ڈالنے کا بہترین ذریعہ کیا ہے؟ حضور انور نے اس سوال کے جواب میں فرمایا:

جواب: یہ تو Depend کرتا ہے کہ کتنا اللہ تعالیٰ سے آپ کا تعلق ہے۔ کتنی اللہ سے محبت ہے۔ باقی کاموں کیلئے وقت نکال لیتے ہیں ناں؟ اگر جرمنی میں رہتے ہوئے رات کو دس بجے عشاء کی نماز ہوتی ہے یا ساڑھے دس بجے ہوتی ہے اور صبح ڈھائی بجے، پونے تین بجے یا تین بجے ہوتی ہے۔ (یہاں بلکہ یوکے میں اس سے جلدی سحری ہوجاتی ہے۔ وہاں پھر ایک گھنٹہ لیٹ سحری ہوتی ہے۔ آدھا پونا گھنٹے کا فرق ہوتا ہے۔) تو دو گھنٹے سوئیں، ڈیڑھ گھنٹہ سوئیں۔ پھر اٹھ کے نماز پڑھیں۔ اس کے بعد نماز فجر کے بعد پھر ایک دو گھنٹے سو جائیں۔ یہ تو اپنا پروگرام خود بنانا پڑتا ہے۔ اگر کسی کام کے کرنے کی دل میں تڑپ ہو تو سب رستے نکل آتے ہیں۔ جب جامعہ میں آپ کے امتحان ہو رہے ہوتے تھے اور پڑھنے کا شوق ہوتا تھا تو رات کو اٹھ کے پڑھتے تھے ناں؟ یا کوئی فکر پیدا ہوئی ہو تو تہجد پڑھتے ہیں ناں؟ یہ تو سوچ کی بات ہے۔ اگر آپ سوچ کو اس طرح ڈھال لیں گے کہ میں نے یہ کام کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ مدد کرتا ہے۔ تو لوگ تو رات کو گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ سوتے ہیں۔ اس کے بعد اٹھ کے تہجد پڑھ لیتے ہیں۔ پھر صبح نماز فجر کے بعد جب باقی وقت ہوا سو گئے۔ یہ تو وقت نکالنا پڑتا ہے۔ اس کے بعد سارا دن بھی تو آپ کو مل جاتا ہے۔ دوپہر کو نیند پوری کرنے کیلئے ایک گھنٹہ سو لیا کریں۔ یہ تو کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔ جوانی میں ہی عبادت ہوتی ہے جو ہوتی ہے۔ آپ تو نوجوان لوگ ہیں آپ لوگوں کا ہی وقت ہے۔ یہی وقت ہے اس وقت سے فائدہ اٹھالیں۔ اور عبادات کا جتنا حق ادا کرسکتے ہیں کرنے کی کوشش کریں۔

در جوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبری
وقت پیری گرگ ظالم میشود پرہیز گار

سوال: اسی ملاقات میں ایک مربی صاحب نے حضور انور کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ دیکھنے میں آتا ہے کہ نوجوان نسل کا زیادہ وقت باہر کے معاشرہ کے زیر اثر گزرتا ہے، انہیں ہم جماعت کے قریب کیسے لا سکتے ہیں؟ حضور انور نے اس سوال کے جواب میں فرمایا:

جواب: تو ٹھیک ہے نوجوان مربیان جو ہیں یہ ان کا کام ہے۔ آپ لوگ یہیں پلے ہیں، یہیں بڑھے ہیں، یہیں آپ نے گریجویشن کی ہے یا جو بھی تعلیم حاصل کی ہے، سیکنڈری سکول کی جو تعلیم حاصل کی ہے یا Abitur کیا یا جو بھی کیا تو آپ لوگوں کو اس ماحول کا پتہ ہے۔ آپ بھی یہاں رہتے ہیں۔ اس کے مطابق دیکھیں کہ کس طرح ان لوگوں کی تربیت کرسکتے ہیں۔ اور اسی لئے میں کہتا ہوں کہ دوستیاں بنائیں، اسی لئے ذیلی تنظیمیں بھی ہیں۔ ذیلی تنظیموں کا بھی کام ہے کہ اپنے لڑکوں کو اپنے ساتھ Involve کریں۔ اور نوجوان مربیان جتنے بھی ہیں ان کا کام ہے کہ ان کی مدد کریں۔ اس طرح کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ ٹھیک ہو جائے گا۔ یہ تو کوشش ہے، ٹھیک ہے ماحول یہ ہے۔ ماحول ہی تو ہمارے لئے چیلنج ہے۔ اس ماحول میں ہی ہم نے ان کے حالات کے مطابق کوشش کرنی ہے۔ کوئی نئی چیز تو نہیں ہے، کوئی نیا فارمولا تو نہیں ایسا بن جائے گا کہ آپ اس کو اپلائی کریں گے تو سارے لوگوں کی اصلاح ہو جائے گی اور وہ ولی اللہ بن جائیں گے، کوئی نہیں بنے گا۔ نہ ایک دن میں آپ لوگ اپنے سارے ٹارگٹ Achieve کرسکتے ہیں۔ یہ تو ایک مسلسل کوشش ہے تا کہ ان کا جماعت کے افراد کے ساتھ تعلق پیدا رہے اور ان کو یہ احساس ہوتا رہے کہ ہاں ہماری ایک اور ذمہ داری بھی ہے کہ جو ہم نے دین کو دنیا پہ مقدم رکھنے کا عہد کیا ہوا ہے اس کو بھی ہم نے پورا کرنا ہے۔ یہ احساس آہستہ آہستہ دلاتے رہیں۔ آپ کی تنظیموں کا افراد جماعت سے یا ذیلی تنظیموں کے ممبران جو ہیں، خدام سے، لجنہ سے، انصار سے، ان کا جتنا رابطہ ہوگا، اتنا زیادہ اثر ہوگا۔ مربیان ان سے تعلق رکھنے کا اپنے آپ کو جتنا زیادہ وقت دیں گے اتنا زیادہ اثر ہوگا۔ یہ تو ایک مسلسل کوشش ہے اور یہ جاری رکھنی ہے۔ اس کیلئے کوئی Hard and fast فارمولا نہیں بنایا جا سکتا۔ ہر ایک کے حالات کے مطابق، ہر ایک شخص کی نفسیات کے مطابق ہی فیصلے کرنے ہوں گے۔ اور آپ نوجوان مربیان پہ یہی Trust کیا گیا ہے کہ آپ لوگ جو وہاں کے پڑھے لکھے ہیں وہ زیادہ بہتر طور پہ یہ تربیت کا کام کرسکتے ہیں۔ اگر آپ کی اپنی تربیت صحیح ہو جائے گی اور جیسا کہ میں نے شروع میں کہہ دیا تھا کہ تعلق باللہ پیدا ہو جائے گا تو پھر آپ دیکھیں گے کہ آپ لوگ انقلاب لانے والے بھی بن جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ نوجوان مربیان اگر ایک عزم سے اٹھیں گے تو ایک انقلاب پیدا ہوسکتا ہے۔ کیونکہ آپ لوگ یہاں کے ماحول میں پلے بڑھے ہیں۔ پہلے تو ہوتا تھا کہ کوئی پاکستان سے آیا، کوئی باہر سے مربیان آئے، ان کو صحیح طرح سے پتہ نہیں تھا، زبان پہ پوری طرح گرفت نہیں تھی۔ آپ کو تو زبان پہ بھی پوری طرح Grasp ہے، Comprehension ہے اور اس کو آپ اچھی طرح ادا کرسکتے ہیں۔ یہاں کے ماحول میں رہے ہوئے ہیں، ماحول کا بھی پتہ ہے۔ اسی طرح آپ لوگ خود نئے نئے راستے Explore کریں کہ کس طرح ہم نے ان کی تربیت کرنی ہے، کس طرح ان کو Attach کرنا ہے، کس طرح ہم نے نئی نسل کو ضائع ہونے سے بچانا ہے۔

سوال: اسی Virtual ملاقات مؤرخہ 15 نومبر 2020ء میں ایک مربی صاحب نے حضور کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ بعض دوسری قومیں جو جماعت میں شامل ہو رہی ہیں، وہ جماعت کے علم الکلام سے تو بہت متاثر ہوتی ہیں لیکن جماعتی نظام اور خصوصاً مالی قربانی میں وہ پوری طرح شامل نہیں ہو پاتیں اور مقامی جماعت کے ساتھ بھی ان کے مستحکم رابطے نہیں ہو پاتے، اس بارہ میں حضور انور کی خدمت میں راہنمائی کی درخواست ہے؟ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جواب: بات یہ ہے کہ جماعتی نظام کو بھی ان کیلئے اتنا مشکل نہ کریں۔ اسی لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے شروع میں یہی کہا تھا، اور ان سے پہلے بھی خلفاء یہی کہتے رہے ہیں اور میں بھی یہی کہتا ہوں کہ جو نئے آنے والے نومبائعین ہیں وہ جب آتے ہیں اور آپ کے ساتھ شامل ہوتے ہیں تو ان کو پہلے تین سال کے عرصہ میں سمجھائیں کہ سسٹم کیا ہے نہ کہ ان سے اس طرح سلوک کریں کہ وہ کوئی ولی اللہ ہیں یا صحابہ کی اولاد میں سے ہیں یا پیدائشی احمدی ہیں۔ پیدائشی احمدی تو بلکہ کم جانتے ہیں وہ جو نئے آنے

والے ہیں وہ دینی علم بھی آپ سے زیادہ جانتے ہیں۔ اکثر میں نے دیکھا ہے جو صحیح طرح سوچ سمجھ کے جماعت میں شامل ہوتا ہے وہ نمازوں کی طرف بھی توجہ دینے والا زیادہ ہوتا ہے، وہ استغفار کرنے والا بھی ہوتا ہے، وہ تہجد پڑھنے والا بھی ہوتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کو سمجھنے کی کوشش بھی کرنے والا ہوتا ہے۔ تو بہرحال ہمارا یہ کام نہیں کہ جو بھی شامل ہوتا ہے اس کو پہلے دن سے ہی (تمام چیزوں کا پابند) کریں۔ اسی لئے تین سال کیلئے ان کے اوپر چندہ کا نظام لاگو نہیں کیا جاتا ہے۔ تین سال کا عرصہ ان کی ٹریننگ کا ہوتا ہے تا کہ اس میں تربیت ہو جائے۔ ان کو بتائیں کہ یہ جماعت کا نظام ہے لیکن تم ابھی نئے ہو تم اس کو پہلے غور سے دیکھو، سمجھو۔ لیکن پھر مثلاً مالی قربانی ہے، اللہ تعالیٰ نے کیونکہ مالی قربانی کی طرف توجہ دلائی ہے تو تم وقف جدید اور تحریک جدید کا چندہ جو ہے اس میں جتنا تمہاری حیثیت ہے تم دے سکتے ہو چاہے سال کا ایک یورو دو تا کہ تمہیں احساس پیدا ہو کہ جماعت سے تمہاری کوئی Attachment ہے۔ اسی طرح نمازوں کے بارہ میں ان کو بتائیں کہ نماز سیکھو۔ اب جب غیر مسلموں سے ایک مسلمان ہوتا ہے، احمدی مسلمان ہوتا ہے۔ اس کو سورۃ فاتحہ سکھانی شروع کریں۔ جب اس کو سورۃ فاتحہ آ جائے، یاد ہو جائے۔ تو جب نماز اس نے پڑھنی ہے تو نماز کے فرائض اس کو بتائیں کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے نماز فرض کی ہے۔ پہلی بنیادی چیز تو نماز ہے ناں؟ تو نماز اللہ تعالیٰ نے جب فرض کی ہے تو اس میں آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ سورۃ فاتحہ پڑھنی ضروری ہے۔ نماز کی جو بنیادی چیز ہے وہ سورۃ فاتحہ ہے۔ اور سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی اس لئے اس کو پہلے سورۃ فاتحہ یاد کرائیں۔ پھر اس کو کہیں کہ اچھا تم ترجمہ یاد کرو۔ یا اسے کہہ دیں کہ تم ترجمہ یاد کر لو تا کہ جو بالجہر نمازیں ہیں ان میں جب امام سورۃ فاتحہ پڑھ رہا ہے تو ساتھ ساتھ تمہیں دل میں پتہ لگتا رہے کہ امام کیا پڑھ رہا ہے۔ پھر اس کو خود شوق پیدا ہوگا کہ سورۃ فاتحہ یاد کرلے۔ یہاں کئی انگریز احمدی ہوئے ہیں میں نے ان کو دیکھا ہے کہ انہوں نے بڑے شوق سے اسے یاد کیا۔ یا کسی بھی ملک کے میرے سے جو کوئی بھی ملتے ہیں ان کو جب میں کہتا ہوں تو وہ سورۃ فاتحہ یاد کرتے ہیں اور بڑی اچھی طرح اللہ کے فضل سے یاد کرلیتے ہیں اور سمجھتے بھی ہیں۔ تو تین سال کا عرصہ ان کو ایک ٹریننگ دینے کا عرصہ کا ہے۔ جب ان کی تین سال میں وہ ٹریننگ ہو جائے گی تو پھر ان کو جماعت کے سسٹم میں Integrate ہونا مشکل نہیں لگے گا۔

اگر آپ پہلے دن سے ان سے توقع رکھیں کہ وہ ولی اللہ بن جائیں تو وہ نہیں ہو سکتا۔ (یہ توقع رکھنا) پھر آپ لوگوں کا قصور ہے۔ تین سال کا عرصہ رکھا ہی اس لئے گیا ہے کہ نہ ان سے چندہ لینا ہے، نہ ان کو زیادہ زور دینا ہے۔ ان کی صرف تربیت کرنی ہے کہ جماعت کا نظام کیا ہے۔ اور نہ ان کی Harshly تربیت کرنی ہے بلکہ پیار سے، محبت سے سمجھانا ہے کہ نماز کیا چیز ہے؟ نماز کیوں فرض ہے؟ نماز پڑھو۔ تم ایک نماز پڑھو گے، دو پڑھو گے، تین پڑھو گے چار پڑھو گے۔ جو پکا مومن ہے اس پر پانچ نمازیں فرض ہیں اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟ نماز جب پڑھتے ہیں اس کی حکمت کیا ہے؟ تو علم الکلام سے جو متاثر ہوتے ہیں ان کو پھر نماز کی حکمت سمجھائیں۔ اگر اس میں اتنی عقل ہے کہ اس کو علم الکلام کی باتیں پتہ لگ گئیں۔ فلسفہ پتہ لگ گیا۔ گہرائی پتہ لگ گئی۔ تو پھر اس کو یہ کہنا کہ نماز نہیں پڑھو گے تو جہنم میں چلے جاؤ گے۔ یہ نہیں کہنا اس کو۔ اس کو پیار سے یہ کہیں کہ نماز کی حکمت کیا ہے۔ پانچ نمازیں کیوں فرض کی گئی ہیں۔ جب اس کو حکمت سمجھ آ جائے گی تو آپ سے زیادہ نمازیں پڑھنے لگ جائے گا۔ میں نے تو تجربہ کر کے بھی دیکھا ہے۔ اسی طرح چندہ ہے۔ چندہ کی حکمت کیا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ پہ ایمان کی حکمت کیا ہے؟ تو صرف علم الکلام سے متاثر ہونا بات نہیں ہے اس علم الکلام کو ہی لے کے آگے اس کو حکمت سمجھائیں۔ جس علم الکلام سے وہ متاثر ہوئے ہیں اسی علم الکلام کو ذریعہ بنائیں۔ مثلاً اسلامی اصول کی فلاسفی ہے۔ لوگ متاثر ہو کر اسے پڑھتے ہیں۔ اب اسلامی اصول کی فلاسفی سے ہی اللہ تعالیٰ کے وجود کا پتہ لگ جاتا ہے۔ اسلامی اصول کی فلاسفی سے ہی عبادت کی حقیقت پتہ لگ جاتی ہے۔ اسلامی اصول کی فلاسفی سے ہی قربانی کا معیار پتہ لگ جاتا ہے۔ اسلامی اصول کی فلاسفی سے ہی جنت اور دوزخ کا نظریہ پتہ لگ جاتا ہے۔ تو یہ ساری چیزیں جب ان کے علم الکلام سے ہی ان کو سمجھائیں گے تو ان کو سمجھ آ جائے گی۔ تو آپ جو بات کر رہے ہیں اس کی دلیل تو آپ کے پاس خود موجود ہے اسی دلیل کو استعمال کریں۔

بقیہ: برادرم چوہدری نصیر احمد ...... از صفحہ 14

مجلس خدام الاحمدیہ کی جانب سے کیا گیا تو خاکسار اس وقت قائد مجلس تھا۔ اس وقت سابق صدر حلقہ حضرت اللہ پاشا صاحب اور چوہدری صاحب و دیگر احباب کی خواہش تھی کہ خدام الاحمدیہ کی گیمز کا اگر انتظام ہو جائے تو مسجد میں رونق ہوگی اور خدام و اطفال کا نمازوں میں بھی آنا رہے گا اس طرح حاضری کی صورت حال میں بہتری آ سکتی ہے۔ اس میں حضرت اللہ پاشا صاحب اور چوہدری نصیر احمد صاحب نے میری رہنمائی فرمائی اور مالی معاونت کی بھی یقین دہانی کروائی اور بعد میں امیر صاحب محترم نواب مودود احمد خان نے بھی اس اقدام کو بہت سراہا۔

گیمز شروع ہونے کے بعد مکرم چوہدری نصیر احمد بعض دوسرے انصار کو بھی ساتھ لاتے جس میں غلام سرور صاحب، حکیم منور صاحب، کمانڈر عبدالمومن صاحب اور مبشر احمد صاحب وغیرہ کی ہمارے اجلاس عام، کلو جمیعاً، نماز تہجد اور سپورٹس کے پروگرامز میں شمولیت کو یقینی بناتے اور ہمیشہ کامیابی دیکھ کر خدام الاحمدیہ زندہ باد کہتے تھے۔ ہمارے ساتھ ناشتہ اور دوسری ریفریشمنٹ کرتے اور حوصلہ افزائی فرماتے تھے۔ اور جس خادم کے پاس سواری کا انتظام نہ ہوتا تھا اسے کہتے کہ میرے ساتھ آ جائے اور پھر کسی کی بھی مدد کے لیے تیار رہتے تھے۔

خاکسار جب قائد تھا اس دور میں مکرم چوہدری نصیر احمد کے والد مکرم چوہدری نذیر احمد تقریباً 5 دن کے لیے اغوا ہو گئے تھے۔ اس موقع پر خدام الاحمدیہ کے عہدے داروں نے دن رات ان کی تلاش میں ہر جگہ کوششیں کیں اور محترم امیر صاحب کی ہدایت پر عمل کرتے رہے۔ اس ساری کوشش کی رپورٹ شام کو چوہدری صاحب کو دیتا اور امیر صاحب کو بھی۔ اس طرح چوہدری صاحب بھی ہر طرح مدد کر رہے تھے۔ خاکسار خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی مجلس شوریٰ میں شرکت کیلئے مرکز جا رہا تھا اس اہم ذمہ داری پر روانگی سے قبل چوہدری صاحب سے اجازت و ملنے کے لئے ان کے گھر حاضر ہوا حسب معمول چوہدری نصیر احمد صاحب اپنے دروازے کی سیڑھیوں پر کھڑے تھے اور میں باہر کھڑا تھا۔ میری زبان پر یہ الفاظ تھے کہ اللہ تعالیٰ ہی آپ یعنی (والد صاحب) کی حفاظت فرمائے اور واپس لائے ہم نے تو بڑی کوشش کرلی۔ آپ کے لیے تو بڑا امتحان ہے اور صبر کا مقام ہے اللہ تعالیٰ ہی مدد فرمائے خاکسار ابھی یہ الفاظ کہہ رہا تھا کہ اجازت لوں کہ مجھے ان کی والد مکرم چوہدری نذیر احمد کمزور جسم کے ساتھ لڑکھڑاتے ہوئے آتے دکھائی دیئے۔ میں نے کہا چوہدری صاحب وہ دیکھیں آپ کے والد واپس آ گئے ہیں ہم دونوں نے انہیں آگے بڑھ کر سہارا دیا اور اوپر لائے کپڑے وغیرہ تبدیل کیے اور گرم دودھ وغیرہ پلایا امیر صاحب اور ملک مبشر احمد صاحب کو اطلاع دی۔

چوہدری صاحب ان کی واپسی پر بہت خوش تھے اور اس واقعہ کے بات جب بھی خدام الاحمدیہ سے ملتے تھے اور انداز میں اور بھی محبت اور چاہت کا اظہار ہوتا۔ ہمیشہ انکی کوششوں کو سراہتے ہوئے شکریہ ادا کرتے۔ خاکسار بھی اپنی ٹیم کے ساتھ خوش تھا۔ جنہوں نے دن رات چوہدری صاحب کے والد کی بازیابی کے لیے کوششیں کیں۔

چوہدری صاحب کے ساتھ بیتا ہوا وقت یاد آیا تو وہ ساری یادیں جو ماضی کا قصہ بن چکی تھیں ایک دستاویزی شکل میں نمودار ہو گئیں خاکسار نے ان ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں دلی کیفیات بیان کرنے کی کوشش کی ہے اس دعا کے ساتھ خدا تعالیٰ میرے اس بھائی کے درجات بلند فرمائے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی ان خدمات اور خوبیوں اور قربانیوں کو قبول فرمائے ان سے مغفرت اور پیار کا سلوک فرمائے اور اپنے قرب میں جگہ عطا فرمائے آمین، انکی اہلیہ کو صبر دے اور ان کا خود حامی و ناصر ہو اور مقامی جماعت کو چوہدری صاحب جیسا خدمات گار و مخلص سیکرٹری مال عطا فرمائے آمین۔

تعزیتی پیغام (خط) بسلسلہ چوہدری نصیر احمد

ایک نو مبائع کی شادی شمولیت

یہ 2002ء کی بات ہے کہ خاکسار کے ذمہ 2 نومبائع تھے۔ جن کا خاکسار کو نگران مقرر کیا گیا تھا اور یہ ذمہ داری رانا محمد خان صاحب امیر ضلع نے دی تھی۔ ان میں سے ایک خادم مکرم محمد اشرف ڈھڈی صاحب بھی تھے۔ مکرم محمود احمد شاہ سیکرٹری مال اور رشید الدین صاحب سیکرٹری رشتہ ناطہ کے ذریعے انکا رشتہ طے پا گیا۔ بارات اور ولیمہ کے پروگرام کیلئے خاکسار نے مکرم چوہدری نصیر احمد اور ملک سعید احمد صاحب سے وقت، گاڑیاں، بارات اور ولیمہ میں کھانے اور مہمانوں کو بلانے کے لیے مشورہ کیا۔

مکرم چوہدری نصیر نے حسب عادت اور حسب ضرورت قیمتی مشورہ جات سے نوازا، اپنی گاڑی اور وقت کی پیشکش کی اور ہر قسم کی مدد کی یقین دہانی کروائی۔ اور اسی طرح بارات کے لیے مکرم ملک سعید محمود نے مرسڈیز گاڑی پیش کی۔ حلقہ کے دوسرے احباب میرے محترم معزز ملک رشید احمد خان، ملک سعید محمود، مکرم میجر رشید احمد خان طارق، مکرم حکیم منور، مکرم مبشر احمد بارات میں شامل ہوئے اور پھر ولیمہ والے دن مکرم شیخ عبدالحمید، مجلس عاملہ کے ممبران اور خدام الاحمدیہ کے ممبران و مرکزی نمائندگان جو کہ تحریک جدید کے دورے پر آتے تھے جن میں حافظ عبد العلی، مکرم لئیق احمد عابد ان سب کو دیکھ کر اور اچھے طریق پر دونوں تقریبات کی کامیابی دیکھ کر مکرم چوہدری نصیر احمد نے مجھے اس اہم کام پر مبارکباد دی اور آئندہ بھی اپنے ہر قسم کے تعاون کے لیے یقین دہانی کروائی اور اس قسم کے نیک کاموں کو جاری رکھنے کی نصیحت فرمائی اور ہر دو تقریبات میں خود شامل ہو کر دولہا کے ساتھ قریبی تعلق بنایا جو ان کی وفات تک ان کے ساتھ بھی قائم رہا جب تعلق بن گیا تو ہمیشہ اسکی لاج رکھی اپنی وفات سے تقریباً دو ماہ قبل اس خادم کا حال احوال پوچھ رہے تھے وہ خادم یعنی محمد اشرف ڈھڈی بھی چوہدری صاحب کی وفات پر افسردہ ہے اور غمگین ہے اور ان کے لیے دعا گو ہے۔

قدیر احمد ناصر۔ لندن

چوہدری نصیر احمد مرحوم کی یاد میں

گزشتہ دنوں برادرم مکرم چوہدری نصیر احمد سیکرٹری مال، خلافت کے سچے وفادار، عاشق وسپاہی، دیرینہ خادم نماز فجر کی ادائیگی کے دوران خاموشی سے اس جہان فانی سے رخصت ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ یہ خبر میرے لئے اتنی اچانک تھی کہ دلی صدمہ پہنچا۔

مرحوم چوہدری نصیر احمد صاحب بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ نہایت پیار کرنے والے، بڑی شفقت سے ملنے والے اور دوسروں کو عزت دینے والے انسان تھے۔ جماعت کے ہر فرد سے بڑی محبت اور چاہت سے ملتے ہر ایک کے لئے آپ کے انداز میں اپنائیت محسوس ہوتی تھی۔ آپ کی اسی محبت سے میں نے بھی حصہ پایا۔ میرے لئے اور میرے اہل خانہ کے لیے دعا گو رہتے۔ جب بھی ملاقات ہوتی اہل خانہ کا احوال دریافت کرتے۔ آپ اپنی ذات میں میرے لیے تین حیثیتیں رکھتے تھے۔ اول سیکرٹری مال، دوم قائد مجلس، تیسرا ذاتی دوستی کا۔ اور آپ ان تینوں حیثیتوں پر پورا اترتے تھے۔

وفات سے قریباً ایک ہفتہ قبل مجھ سے فون پر بات ہوئی۔ یہ بات بھی اتفاقیہ تھی۔ میں موڈرن اسٹیشن سے گزر رہا تھا کہ محترم شیخ طارق احمد ملے جو فون پر کسی سے بات کرتے نظر آئے۔ میں نے جب انہیں بات کرتے دیکھا تو میں بھی وہیں رک گیا۔ معلوم کرنے پر علم ہوا کہ آپ چوہدری نصیر احمد سے محو گفتگو تھے جس میں انہوں نے مجھے بھی شامل کرلیا اس طرح میری بھی بات ہوگئی۔ میں ان سے فون پر رابطے میں تاخیر پر معذرت کر رہا تھا جبکہ وہ مجھے جواباً تسلی اور دعا دیئے جا رہے تھے اور ملاقات کی خواہش اسکے سوا تھی۔

ہم سب سے بے لوث محبت کرنے والے، جماعت کے لیے وقف، جماعت کے ہر دلعزیز شخصیت اور مقامی صدر جماعت کے دست راست آج ہم میں نہیں ہیں۔

؎ دنیا بھی اک سرا ہے بچھڑے گا جو ملا ہے
گر سو برس رہا ہے آخر کو پھر جدا ہے

مرحوم سے میرا باقاعدہ تعلق مکرم محمد طارق سجاد کے قائد خدام الاحمدیہ کے عہدہ پر فائز ہونے کے بعد ہوا، جب 1997ء میں چوہدری صاحب کی منظوری بطور سیکرٹری مال کے مرکز سے آئی۔ اسی طرح مجھے بھی آپ کی سرپرستی میں مجھے بھی بطور نائب سیکرٹری مال خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ۔

یوں 1997ء سے اپریل 2004ء تک جو کہ 7 سال کا عرصہ بنتا ہے خاکسار نے ان کے ساتھ گزارا۔ جبکہ بطور سیکرٹری مال ان کی خدمت کا دورانیہ 24 سال بنتا ہے۔ ہم نے ہمیشہ انہیں ایک وفا شعار اور محبت کرنے والا انسان پایا۔ صحبت صالحین سے فیضیاب ہونے والے تھے اور صحبت صالحین کی انکے کردار سے خوشبو آتی تھی۔

سیکرٹری مال بننے سے قبل بھی آپ جماعت کے انتہائی مخلص مالی قربانی میں پیش پیش اور ہر دلعزیز شخصیت کے مالک تھے یہاں میں نے ذاتی مشاہدے سے یہ بھی نوٹ کیا کہ مرحوم نے اپنا ہر معاملہ ہر ایک شخص کے ساتھ صاف اور سیدھا رکھا ہوا ہے۔

شعبہ مال کے حوالے سے چند باتیں

جب آپ کی باقاعدہ سیکرٹری مال کے لیے منظوری آئی تو مجھے کہنے لگے کہ منظوری تو میرے نام کی آئی ہے آپ دعا کریں کہ توفیق مل جائے۔ دوسرا آپ نے تعاون اور مدد کرنی ہے۔ اور دفتری حساب رجسٹر ریکارڈ وغیرہ سب یہاں آپ کے پاس ہی رہیں گے۔ اس جگہ یہ ذکر بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ طارق سجاد صاحب نے میرے کراچی سے جانے تک یعنی اپریل 2004ء تک اپنا دفتر اور فون اس خدمت کے لیے وقف کر رکھا تھا جس طرح سے ان کے دور میں جاری تھا ویسی ہی آزادی کے ساتھ جاری رکھا اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے آمین اور انہیں جزائے خیر عطا فرمائے ان کی عمر وصحت میں برکت عطا فرمائے آمین۔

چوہدری صاحب کی بطور سیکرٹری مال ابتدائی میٹنگ میں چند باتیں طے پائیں کہ کس طرح سے چندہ دہندگان کو آسانی دی جائے اور زیادہ سے زیادہ احباب کے پاس چندے کی وصولی کا اختیار ہو چنانچہ اس پر کام ہوا کل 8 ممبران کو رسید بکس دی گئیں جن میں سے 3 رسید بکس لجنہ کے پاس بھی تھیں۔ اس طرح سے بہت اچھا رزلٹ ہماری وصولی کا سامنے آیا۔ آپ اس ٹیم کی حوصلہ افزائی بھی فرماتے تھے اور مزید خدمت کی ترغیب دیتے تھے۔ انکا اس طرح سے جماعت کے لیے کوششوں میں حصہ لینے پر انکا شکریہ ادا کرتے تھے۔

پہلی ملاقات یعنی بطور سیکرٹری مال منظوری کے بعد مجھے فرمانے لگے کہ اپنا کوئی تجربہ بیان کریں کہ کس طرح سے چندہ وصولی کا ٹارگٹ حاصل کیا جاسکتا ہے؟ اس پر خاکسار نے عرض کیا چندہ وصول کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ کرنا چاہیے جس کے لیے خدام الاحمدیہ، انصار اللہ، اور لجنہ اماء اللہ کی مدد لی جاسکتی ہے اور پھر اس تجویز پر ٹیم ترتیب دی گئی۔

جیسا کہ پہلے بھی ذکر آچکا ہے۔ اس طرح سے کام میں مزید بہتری آئی اور خدام الاحمدیہ کا اس میں اہم رول رہا۔ دوسرا خاکسار نے احتیاطی پہلو کا بھی ذکر کیا جس کو چوہدری نصیر احمد صاحب نے بڑے اچھے رنگ میں لیا اور اس پر عمل بھی شروع کر دیا وہ یہ تھا کہ میں نے بتایا کہ جب بھی میں رسید کاٹتا ہوں تو جس کی رسید ہو اس کو دینے سے قبل اور بک سے پھاڑنے سے پہلے کاربن ہٹا کر ضرور چیک کرتا ہوں کہ نیچے بھی ٹھیک آ گیا ہے کہ نہیں۔ پھر دیتا ہوں اور یہ عمل رسید کنندہ کے سامنے کرتا ہوں۔ اور دوسرا اگر کہیں کٹنگ کرنی پڑے تو سب سے بہتر یہ سمجھتا ہوں کہ یہ رسید cancel کر دی جائے اور نئی بنا دی جائے۔ ان دونوں باتوں کو انہوں نے پسند فرمایا اور عمل شروع کر دیا۔ چندہ کی وصولی کے لئے یوں تو ہر وقت تیار رہتے تھے مگر ان کی نظر میں اچھی وصولی کے لئے تین دن بہت اہم تھے جمعہ، ہفتہ اور اتوار اور وصولی کی رقم اور رسید بکس سوموار کو مجھے دے کر جاتے کہ ریکارڈ تیار کرلیں تا کہ چندہ جمع کرواسکیں۔ اکثر احمدیہ ہال اور کبھی کبھار میرے اصرار کرنے پر گھر پر قہوہ بھی پی لیتے زیادہ تر میرے وقت کا خیال رکھتے کہ کہیں زیادہ وقت نہ لگے۔ چندہ کی وصولی کے لئے اور دوسرے جماعتی کاموں کے لیے اپنی چھوٹی گاڑی سوزوکی استعمال کرتے جس کو میں انکا دوسرا دوست بھی کہتا تھا۔

مکرم چوہدری صاحب کو اپنے کام بروقت بجالانے کی عادت تھی لیکن کبھی بھی جلد بازی نہیں کرتے تھے۔ چندہ کی وصولی کو آسان کرنے کے لیے چندہ میں کمزور افراد جماعت سے انتہائی رازداری کے ساتھ اکیلے میں ملتے اور مجھے بھی یہی تلقین کرتے اور مشکل معاملات اپنے اور میرے درمیان ہی رکھتے اور کسی کے جذبات کو ٹھیس پہنچائے بغیر وصولی کی پلاننگ کرتے۔

سابق صدر جماعت شیخ عبد الحمید صاحب کی نظر میں آپ کی بہت قدر تھی اور انہیں عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے۔ اکثر جماعتی مشورہ جات میں انہیں شامل رکھتے ہر قسم کی معاونت بھی لیتے اکثر مشکل کام انکے سپرد کرتے۔

شیخ صاحب مرحوم سے یہاں یوکے آنے سے قبل 2015ء میں مرکز میں ملاقات ہوئی۔ جہاں ان سے ذاتی اور جماعتی امور پر بہت سی باتیں ہوئیں اس ملاقات میں چوہدری نصیر احمد صاحب کا ذکر بڑی محبت سے کرتے رہے اور فرماتے تھے کہ چوہدری نصیر صاحب نے میرا بوجھ اٹھایا ہوا ہے۔ پہلے کی طرح چندہ اور دوسرے امور میں میرے معاون و مددگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکو صحت و جزا دے۔

مہمان نوازی

چوہدری صاحب کے سیکرٹری مال کے عہدہ کے ساتھ ہی ان کی مہمان نوازی میں بھی اضافہ ہوگیا۔ چندہ دینے والے اور وصولی میں مدد کرنے والے جب گھر آتے تو چائے اور دوسری اشیاء سے تواضع کرتے اور کوشش کرتے کہ کچھ خدمت ہوجائے اس مہمان نوازی میں ان کی بیگم ان کا بھرپور ساتھ دیتی تھیں۔ وہ ایک خدمت دین کرنے والے گھرانے سے تعلق رکھتی ہیں اور اس خدمت دین کرنے والے کی بیوی تھیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزا دے آمین۔

بیمار پرسی

چوہدری صاحب کا معمول تھا کہ حلقہ کے بیمار احباب خاص طور پر انصار کے گھر ضرور جاتے۔ جس کا ان کو علم ہوتا کہ وہ بیمار ہے اس کی تیمارداری کرتے۔ بعض اوقات مجھے بھی ساتھ لے جاتے۔ جن کو جو ضرورت ہوتی مدد بھی کرتے۔

مرکزی نمائندگان کی عزت و تعاون

مرکزی نمائندگان کا بے انتہا احترام تھا ان کے حلقہ کے دورہ جات سے قبل ان سے میٹنگ کرتے اور ٹارگٹ تیار کر کے دورہ جات کرتے۔ اکثر اس مقصد کیلئے اپنی ذاتی گاڑی استعمال کرتے۔ اور واپسی پر انہیں جماعتی گیسٹ ہاؤس پہنچاتے ان کی ریفریشمنٹ کا انتظام بھی خود ہی کرتے اور انہیں ہر سہولت بہم پہنچانے کی کوشش کرتے۔

اپنی ٹیم کے ساتھ حسن سلوک

مالی سال کا اختتام ہو یا تحریکات کا سال ختم ہو رہا ہو ہمیشہ سال کے اختتام پر اپنے ساتھیوں کی کسی ریسٹورنٹ میں دعوت کرتے۔ ایک دفعہ خاکسار نے کھانے کا بل ادا کر دیا تو کہنے لگے آپ خدمت ہی بہت کرتے ہیں اس لئے مالی معاملات میرے ذمّہ ہی رہنے دو پھر مجھے وہ رقم واپس کر دی اپنے ساتھیوں کی خوب حوصلہ افزائی فرماتے۔ آغا محمد داؤد صاحب کو بھی انکے ساتھ چندہ کی وصولی کی توفیق مل چکی ہے اور بعض اور امور میں آپکے مددگار رہے ہیں انہوں نے بتایا کہ چوہدری صاحب کا میرے اور اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ بہت احترام اور احساس کا تعلق تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اکثر اوقات نماز جمعہ و دیگر پروگرامز اور دورہ جات میں میری مدد کرتے اور مجھے پک اینڈ ڈراپ سروس بھی مہیا کرتے یہ انکا معمول تھا اور انکا یہ سلوک اپنے ہر مخلص ساتھی کے ساتھ تھا۔

سپورٹس کی ابتداء

مسجد میں جب بیڈمنٹن کا نیٹ اور ٹیبل ٹینس کا انتظام

بقیہ صفحہ 13 پر

حامد کریم محمود۔ مبلغ سلسلہ ہالینڈ

جلسہ سالانہ ہالینڈ 2022ء

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلسہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

’’فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ۔۔۔ تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جلّ شانہ کوشش کی جائے گی۔‘‘ (آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 352)

نیز فرمایا:

’’اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 341)

الحمد للہ کہ دو سال کے وقفہ کے بعد جماعت ہالینڈ کو اپنا 40 واں جلسہ سالانہ 6 تا 8 مئی 2022 نن سپیٹ کے قریب ایک وسیع وعریض میدان میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ جہاں بڑے بڑے ٹینٹ لگا کر مرد و خواتین کے الگ الگ انتظامات کئے گئے۔ جلسہ سالانہ کی تیاری کے لئے 6 ماہ قبل متعدد میٹنگ کی گئیں۔ اس جلسہ کے افسر اعلیٰ مکرم مبشر احمد چودھری صاحب کافی سالوں سے یہ ذمہ داری ادا کر رہے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے یہ جلسہ 6 مئی تا 8 مئی VIERHOUTEN میں منعقد کیا گیا جو نن سپیٹ سے 10 کلومیٹر دور ہے۔

پہلا دن 6 مئی 2022

6 مئی کو 9:00 بجے صبح رجسٹریشن سے آغاز ہوا اور 11:00 بجے مکرم امیر صاحب نے انتظامات کا معائنہ فرمایا۔ 12:00 بجے کھانا پیش کیا گیا۔ 13:00 بجے پرچم کشائی ہالینڈ اور جماعت کے لواء لہرائے گئے۔ 13:15 جمعہ کی پہلی اذان اور 13:30 بجے مکرم نعیم احمد وڑائچ صاحب مبلغ انچارج نے خطبہ جمعہ دیا۔

14:00 حضور انور کا خطبہ جلسہ گاہ میں سنا گیا۔

پہلا اجلاس

16:00 بجے تلاوت قرآن کریم اور نظم سے آغاز جلسہ ہوا۔ مکرم امیر صاحب ہالینڈ نے صدارت فرمائی۔ افتتاحی تقریر مکرم امیر صاحب نے ڈچ زبان میں کی جس کا ساتھ اردو ترجمہ پیش کیا گیا۔

دوسری تقریر خاکسار حامد کریم محمود نے کی، موضوع تھا ’’نظام

جماعت کی برکات اور ہماری ذمہ داریاں‘‘

دوسرا دن 7 مئی 2022

11:00 دوسرے اجلاس کا تلاوت و نظم کے ساتھ آغاز ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت خاکسار حامد کریم محمود مبلغ سلسلہ ہالینڈ نے کی۔

11:15 ’’امن عالم کے متعلق اسلام کی تعلیمات‘‘ مکرم اظہر علی نعیم صاحب سیکرٹری امور خارجہ نے کی۔

11:40 ’’برکات خلافت‘‘ کے موضوع پر مکرم سعید احمد جٹ صاحب مربی سلسلہ نے تقریر کی۔

12:15 مکرم عطاء القیوم عارف صاحب نے ’’سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ کے موضوع پر تقریر کی۔

تیسرا اجلاس

عربی ڈیسک کے تحت عربی دان احباب کے ساتھ نشست ہوئی جس میں 25 مہمان شریک ہوئے۔

16:00 ڈچ مہمانوں کے لئے اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت مکرم امیر صاحب اور نائب امیر صاحب نے کی۔ مکرم امیر صاحب نے تمام ڈچ مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ اس اجلاس میں 55 مہمان تشریف لائے تھے۔

16:35 ایک ڈچ پروفیسر DR. EDWARD VERHOEF نے تقریر کی، موضوع تھا ’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اسلام اور عیسائیت میں مقام‘‘۔ آپ نے قرآن کریم ڈچ میں عربی سے براہ راست 2015 میں ترجمہ بھی کیا۔

16:55 ’’ڈچ اقدار کا تحفظ‘‘ پر مکرم ڈاکٹر عبدالحق COMPIER صاحب نے تقریر کی۔

17:15 ’’نوجوان نسل کی ضروریات‘‘ پر مکرم طاہر OVERKOHR صاحب نے تقریر کی۔

یہ تینوں تقاریر ڈچ زبان میں تھیں۔ بعد میں بہت دلچسپی سے سوال و جواب ہوتے رہے۔

تیسرا دن 8 مئی 2022

چوتھا اجلاس

11:00 تلاوت قرآن کریم اور نظم کے ساتھ آغاز ہوا۔ صدارت مکرم مبشر احمد چودھری صاحب افسر جلسہ سالانہ نے کی۔

11:15 ’’مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اہمیت‘‘ اس موضوع پر مکرم سفیر احمد صدیقی صاحب مربی سلسلہ نے تقریر کی۔

11:40 ’’خلیفہ خدا بناتا ہے‘‘ کے موضوع پر مکرم ابراہیم احمد صاحب مربی سلسلہ ہالینڈ نے تقریر کی۔

12:15 ’’ہالینڈ میں مساجد کی تعمیر‘‘ پر مکرم عبد الباسط جٹ صاحب سیکرٹری تبلیغ و نگران مساجد فنڈ نے بہت جوشیلی تقریر کی اور احباب کو توجہ دلائی۔

آخری اجلاس 14:45 مکرم امیر صاحب کی زیر صدارت ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم نعیم احمد صاحب مربی انچارج نے قیام نماز بارے میں کی۔ آخر میں مکرم امیر صاحب نے تمام احباب کا شکریہ ادا کیا اور ہالینڈ جماعت کی کارکردگی پر سب کا شکریہ ادا کیا۔

الحمد للہ ہالینڈ کا 40 واں جلسہ سالانہ بہت کامیاب رہا۔ 1350 احباب و خواتین نے شرکت کی۔ جلسہ گاہ اور بیت النور میں رہائش کا انتظام کیا گیا تھا۔ ضیافت کی ٹیم نے ماشاءاللہ بہت لذیذ اور ذائقہ دار کھانے کا انتظام کیا تھا۔

MTA جرمنی کی ٹیم نے ہماری بہت مدد کی۔ فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَآء۔ لوکل اور نیشنل میڈیا پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت تشہیر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ جلسہ کے عمدہ نتائج پیدا فرمائے۔ آمین

جلسہ پر لجنہ پروگرام

ہفتہ کے روز لجنہ اماء اللہ نے الگ اپنا پروگرام منعقد کیا۔

11:00 بجے تلاوت و نظم کے بعد پہلی تقریر بعنوان ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عفو‘‘ مکرمہ روبینہ اظہر صاحبہ سیکرٹری تربیت لجنہ ہالینڈ نے کی۔ دوسری تقریر بعنوان ’’خلافت اللہ کی رسی‘‘ مکرمہ نور السحر صاحبہ سیکرٹری تبلیغ لجنہ ہالینڈ کی تھی۔ تیسری تقریر ’’میرا احمدیت کی طرف سفر‘‘ کے موضوع پر مکرمہ احتش سترک صاحب نے کی۔ آخری تقریر مکرمہ عطیہ اسلم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ ہالینڈ نے ’’لجنہ اماء اللہ کی ذمہ داریاں‘‘ کے موضوع پر کی۔ دعا پر اجلاس کا اختتام ہوا۔ جلسہ ہالینڈ کا تیسرا پروگرام لجنہ نے مردوں کی طرف سے سنا۔ ڈچ اور انگریزی میں ترجمہ کا انتظام بھی تھا۔ الحمد للہ۔ ہماری بہنوں نے جلسہ کے دوران 16000 یوروز مسجد فنڈ میں بھی جمع کر کے جماعت کو دئے۔ فجزاهم اللہ احسن الجزاء۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بقیہ: ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام... از صفحہ 5

دیکھا، رات بھر اضطراب کے عالم میں ٹہلتے رہے۔ اگلے روز حضورؑ سے اسکی وجہ دریافت کی تو فرمایا ’’ہمیں تو جس وقت اسلام کی مہم یاد آتی ہے اور جو مصیبتیں اسلام پر آرہی ہیں ان کا خیال آتا ہے تو ہماری طبیعت سخت بے چین ہو جاتی ہے اور اسلام کا درد ہمیں اس طرح بے قرار کر دیتا ہے‘‘۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ طاعون کے ایام میں حضورؑ آستانہ الٰہی پر یوں گریہ وزاری کرتے تھے جیسے کوئی عورت دردِ زہ سے بے قرار ہو۔

روزِ وصال کی نماز

روزِ وصال 26 مئی 1908ء کی صبح آپ کو فکر تھا تو نماز کا رات بھر طبیعت خراب رہی۔ جب ذرا روشنی ہوگئی تو حضورؑ نے پوچھا ’’کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے‘‘

عرض کیا گیا ’’ہاں حضور ہو گیا ہے‘‘

اس پر حضورؑ نے بستر پر ہی ہاتھ مار کر تیمم کیا اور نماز شروع کر دی اسی حالت میں تھے کہ غشی سی طاری ہوگئی اور نماز پوری نہ کر سکے تھوڑی دیر بعد حضورؑ نے پھر دریافت فرمایا کہ صبح کی نماز کا وقت ہو گیا ہے؟ عرض کیا گیا حضور ہو گیا ہے آپ نے پھر نیت باندھی اور لیٹے لیٹے نماز ادا کی۔ اس کے بعد بے ہوشی کی کیفیت طاری رہی مگر جب کبھی ہوش آتا وہی الفاظ ’’اللہ میرے پیارے اللہ‘‘ سنائی دیتے تھے اور ضعف لحظہ بلحظہ بڑھتا جاتا تھا۔۔قریباً ساڑھے دس بجے دو ایک دفعہ لمبے سانس آئے روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی اور خدا کا برگزیدہ، قرآن کا فدائی، اسلام کا شیدائی، محمد مصطفی ﷺ کا عاشق اور دینِ محمدی کا فتح نصیب جرنیل جس نے اپنی پوری عمر علمی اور قلمی جہاد کی قیادت میں بسر کی تھی، اپنے اہلِ بیت اور اپنے عشاق کو سوگوار اور افسردہ چھوڑ کر اپنے آسمانی آقا کے دربار میں حاضر ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

وفات کے وقت حضورؑ کی عمر سوا تہتر سال کے قریب تھی۔ دن منگل کا اور شمسی تاریخ 26 مئی 1908ء جو (ڈاکٹر محمد شہید اللہ صاحب پروفیسر راجشاہی یونیورسٹی) کی جدید تحقیق کے مطابق آنحضور ﷺ کا یومِ وصال بھی ہے۔

(تاریخِ احمدیت جلد دوم صفحہ 541-542)

اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ ہماری نماز میں بھی ایسی کیفیت پیدا فرمادے آمین اللّٰھم آمین۔

درخواست ہائے دعا

• **مکرم جاوید وانی۔ کشمیر سرینگر سے لکھتے ہیں۔**

میں اپنے کزن کی بیٹی عزیزہ فرح ممتاز وانی بنت مکرم ڈاکٹر ممتاز الدین وانی کے لئے دعا کی درخواست کرنا چاہتا ہوں جو ان دنوں پھیپھڑوں کے مرض میں مبتلا ہیں اور ان کا آپریشن ہے۔ مریضہ دو چھوٹے بچوں کی والدہ ہیں۔ تمام قارئین الفضل کی خدمت میں انکی جلد صحت و شفائے کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

• **مکرم محمد ظہیر احمد مربی سلسلہ۔ گیمبیا، مغربی افریقہ سے یہ دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ**

خاکسار کے ماموں مکرم محمود احمد کا موٹر سائیکل پر رکشے کی ٹکر سے ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔ بائیں ٹانگ شدید زخمی اور دو سے تین جگہ سے فریکچر ہے۔ بازو بھی فریکچر ہے۔ ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ دو سے تین آپریشن ہو چکے ہیں۔ اب حالت میں کچھ بہتری آرہی ہے۔ مگر کچھ زخم کافی گہرے ہیں جن کی وجہ سے کچھ پیچیدگی کا سامنا ہے۔

قارئین الفضل سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ خون شریانوں میں آسانی سے حرکت شروع کر دے تا کہ پاؤں بچ سکے اور اللہ تعالیٰ کامل شفاء عطا فرمائے آمین۔

ایک سبق آموز بات

سماعت کے لئے بات کو صرف ردعمل ظاہر کرنے کے خاطر نہیں غور کرنے اور جذب کرنے کے لئے سننے کی صلاحیت ہونا لازمی ہے۔ نہ کہ جھٹ سے جواب داغ دینے کے لئے۔ ہماری شخصیت میں نکھار صرف اس ایک ہی وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ ہم حالات و واقعات پر کیسا ردعمل ظاہر کرتے ہیں۔ اکثر لوگ ماضی کے تجربات اور ملتی جلتی صورتحال پر ہی اکتفا کرتے ہوئے بلا سوچے سمجھے اپنا ردعمل یا فوری جواب دے مارتے ہیں۔

کاشف احمد

فقہی کارنر

اشعار اور خوش الحانی

حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بھی اشعار سنے تھے۔ لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک صحابی مسجد کے اندر شعر پڑھتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس کو منع کیا۔ اس نے جواب دیا۔ میں نبی ﷺ کے سامنے مسجد میں شعر پڑھا کرتا تھا تو کون ہے جو مجھے روک سکے؟ یہ سن کر حضرت امیر المومنینؓ بالکل خاموش ہو گئے۔

قرآن شریف کو بھی خوش الحانی سے پڑھنا چاہئے بلکہ اس قدر تاکید ہے کہ جو شخص قرآن شریف کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اور خود اس میں ایک اثر ہے عمدہ تقریر خوش الحانی سے کی جائے تو اس کا بھی اثر ہوتا ہے۔ وہی تقریر ژولیدہ زبانی سے کی جائے تو اس میں کوئی اثر نہیں ہوتا۔ جس شے میں خدا تعالیٰ نے تاثیر رکھی ہے اس کو اسلام کی طرف کھینچنے کا آلہ بنایا جائے تو اس میں کیا حرج ہے۔ حضرت داؤد کی زبور گیتوں میں تھی جس کے متعلق کہا گیا ہے کہ جب حضرت داؤد خدا کی مناجات کرتے تھے تو پہاڑ بھی ان کے ساتھ روتے تھے اور پرندے بھی تسبیح کرتے تھے۔

(بدر 17نومبر 1905ء صفحہ 6۔ 7)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

طلوع وغروب آفتاب

03 جون 2022ء

	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:11	19:00
مدینہ منورہ	04:02	19:07
قادیان	03:45	19:30
ربوہ	03:25	19:10
اسلام آباد ٹلفورڈ	03:22	21:11